



بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

یکشنبہ مورخہ ۲ جون ۱۹۸۵ء

تبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	۲
۳	اراکین اسمبلی کی رخصت	۵۲
۴	تحریک استحقاق بجانب مسٹر سلیم اکبر بھٹی اور مسٹر اسپیکر کا فیصلہ	۵۳
۵	بلوچستان ترمیمی مسابقتی بل ۱۹۸۵ء (پیش کیا گیا)	۵۹
۶	بجٹ پر عام بحث	۵۹

فہرست اہل کار جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔

- ۱- مسز فضیلہ عالیانی۔
- ۲- مس پری گل آغا۔
- ۳- مسز آبادان فریدون آبادان۔
- ۴- میر عبد الغفور۔
- ۵- میر عبد الکریم نوشیروانی (پارلیمنٹری سیکریٹری)
- ۶- مسز عبد المجید۔
- ۷- میر عبد الباقی جمالی (وزیر)
- ۸- عبدالنظار آغا (ڈپٹی اسپیکر)
- ۹- سردار احمد شاہ کھٹوران۔
- ۱۰- مسز ارجن داس گجٹ۔
- ۱۱- مسز عصمت اللہ خان۔ موسیٰ خیل۔
- ۱۲- سردار بہادر خان بنگلانی (وزیر)
- ۱۳- مسز بشیر مسیح۔
- ۱۴- میر چاکر خان ڈوکھی۔
- ۱۵- سید داد کریم۔
- ۱۶- مسز عبید محمد نذرتی۔
- ۱۷- میر فتح علی عمرانی۔

جام میر غلام قادر خان (وزیر اعلیٰ)	- ۱۸
گل زمان خان ملک	- ۱۶
میر جمالیوں خان مری	- ۲۰
میر اقبال احمد کھوسہ	- ۲۱
محمد انور ملک	- ۲۲
ڈاکٹر حمید بلوچ (وزیر)	- ۲۳
میر محمد نصیر میٹکل	- ۲۴
ارباب محمد نواز خان (وزیر)	- ۲۵
میر محمد صالح بھوتانی	- ۲۶
حاجی محمد شاہ	- ۲۷
سردار محمد یعقوب خان ناصر	- ۲۸
ملک محمد یوسف پیر علی زئی	- ۲۹
میر نبی بخش خان کھوسہ	- ۳۰
میر ناصر علی بلوچ	- ۳۱
سردار شہار علی	- ۳۲
میر نور احمد مری	- ۳۳
میر سیف اللہ خان پراچہ (وزیر)	- ۳۴
میر سلیم اکبر بگٹی	- ۳۵
نواب تیمور شاہ جوگیزئی (وزیر)	- ۳۶
پرنسٹیجی جان	- ۳۷

فہرست اہلکاران جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔

- ۱- مسٹر فضیلہ عالیانی۔
- ۲- مس پری گل آغا۔
- ۳- مسٹر آبادان فریدون آبادان۔
- ۴- میر عبد الغفور۔
- ۵- میر عبد الکریم نوشیروانی (پارلیمنٹری سیکریٹری)
- ۶- مسٹر عبد المجید۔
- ۷- میر عبد النبی جمالی (وزیر)
- ۸- عبدالظہار آغا (ڈپٹی اسپیکر)
- ۹- سردار احمد شاہ کھیران۔
- ۱۰- مسٹر ابن واسس بگٹی۔
- ۱۱- مسٹر عصمت اللہ خان۔ موسیٰ خیل
- ۱۲- سردار بہادر خان بنگلانی (وزیر)
- ۱۳- مسٹر بشیر مسیح۔
- ۱۴- میر چاکر خان ڈوکھی۔
- ۱۵- سید داد کریم۔
- ۱۶- مسٹر عید محمد فوتینزی۔
- ۱۷- میر فتح علی عمرانی۔

جام میر غلام تادراخان (وزیر اعلیٰ)	- ۱۸
گل زمان خان ملک	- ۱۶
میر ہمایوں خان مری	- ۲۰
میرزا اقبال احمد کھوسہ	- ۲۱
محمد انور ملک	- ۲۲
ڈاکٹر حمید بلوچ (وزیر)	- ۲۳
میر محمد نصیر مینگل	- ۲۴
ارباب محمد نواز خان (وزیر)	- ۲۵
میرزا محمد صالح جھوٹانی	- ۲۶
عاجی محمد شاہ	- ۲۷
سر دار محمد یعقوب خان ناصر	- ۲۸
ملک محمد یوسف پیر علی زئی	- ۲۹
میرزا بخش خان کھوسہ	- ۳۰
میرزا ناصر علی بلوچ	- ۳۱
سر دار ثناء علی	- ۳۲
میرزا نورا احمد مری	- ۳۳
میرزا سیف اللہ خان پراچہ (وزیر)	- ۳۴
میرزا سلیم اکبر گجٹی	- ۳۵
نواب تیمور شاہ جوگیزئی (وزیر)	- ۳۶
پرنسپل گجٹی جان	- ۳۷

شیخ حاجی ظریف خان مندوخیل۔	۳۸
میرزا ذوالفقار علی مگسی۔	۳۹
میرزا نصیر احمد پاجا۔	۴۰

X

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دوسرا اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز یک شنبہ مورخہ ۲ جون ۱۹۸۵ء بوقت نو بجے صبح،
زیر صدارت، مشر محمد سرور خان کارٹ، اسپیکر منقذ ہوار۔

تلاوت قرآن پاسبی و ترجمہ
از

قاری افتخار احمد کانپسی
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ط فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط
وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ
وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ط وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ
وَلِتُحْسِنُوا ط (پ ۲ ع ۷) سورۃ البقرہ (۱۸۵ تا)

ترجمہ:-
رمضان وہ مبارکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا ہے / جس کا ایک وصف یہ ہے
کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے / اور دوسرا وصف اُس میں ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں۔
اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی دلیلیں بھی ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو
فرور روزہ رکھنا چاہیے۔ اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو / تو دوسرے ایام کا شمار کر کے
ان میں روزہ رکھنا اُس پر واجب ہے / اللہ تعالیٰ کو آسانی منظور ہے، دشواری منظور
نہیں / اور اس لئے تم گنتی پورے کرو / اور اس لئے اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ کہ اُس
نے تمہیں ہدایت دی ہے / اور اس لئے کہ تم شکر کرو۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلْغُ)

وقفہ سوالات

وزیر اعلیٰ :- جناب اسپیکر! کل جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میں آج ملتوی کئے جانے والے سوالات کے جواب دہن گا۔ لہذا مجھے یہ جوابات ایوان کے سامنے دے کر خوشی ہو گا اب آپ جیسے بھی فرمائیں۔ کیا ملتوی کئے جانے والے سوالوں کے جواب پہلے دیدئے جائیں یا آخر میں؟

میر نبی بخش خان کھوسو :-

جناب والا! میری تجویز ہے کہ سوال نمبر ۱۲ اور ۲۵ کے جواب بھی دیئے

جائیں۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا صرف چودہ اور پندرہ نمبر سوالوں کے جواب میرے پاس ہیں۔

مسٹر اسپیکر :-

پہلے کل کے ملتوی شدہ سوالوں کے جواب ہوں گے۔

(جواب سوال نمبر ۱۲) جناب اسپیکر! سوالات کل پیش ہو چکے تھے لہذا آج جواب عرض کرتا ہوں۔

وزیر اعلیٰ :-

(الف) کوکل سرٹیفیکیٹ کے امیدوار کے لئے اپنی ذات کا سرٹیفیکیٹ فراہم کرنے کی کوئی پابندی

نہیں۔ اس کے لئے صرف یہ فروری ہے کہ وہ اپنے قبیلے کے سربراہ کا تصدیقی سرٹیفیکیٹ

پیش کرے جس سے یہ واضح ہو کہ امیدوار کا تعلق اس قبیلے سے ہے۔ جہاں تک

ڈومیسائل سرٹیفیکیٹ کے اجراء کا تعلق ہے تو اس مقصد کے لئے ضلعی سطح پر کمیٹیاں

قائم ہیں جو امیدواروں سے انٹرویو لینے کے بعد سرٹیفیکیٹ جاری کرنے یا نہ کرنے

کا فیصلہ کرتی ہیں۔ ڈومیسائل سرٹیفیکیٹ کے امیدوار سے صرف اسی صورت میں

والد یا رشتہ دار کا سرٹیفیکیٹ فراہم کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے جب اس نے مقررہ

عمر کو پہنچنے کے بعد اپنا علیحدہ ڈومی سائل سرٹیفیکیٹ حاصل کرنا ہو۔
(ب) مندرجہ بالا جزو (الف) میں صورت حال واضح کر دی گئی ہے۔

آغا عبد الظاہر۔

(رضمنی سوال) جناب اسپیکر! بعض جگہوں پر کیٹیوں کے ہوتے ہوئے
بھی افسران بالا اور ڈومی سی صاحبان نے کھٹی کی سفارشات کے بغیر لوکل اور ڈومی سائل
سرٹیفیکیٹ جاری کئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔

یہ بات میرے علم میں نہیں ہے تاہم میں معزز ممبر کو یقین دلانا ہوں کہ اگر
وہ کوئی مثال پیش کریں گے تو میں کارروائی کروں گا۔

میر نسی بخش کھوسہ۔

(رضمنی سوال) جناب اسپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوکل اور
ڈومی سائل سرٹیفیکیٹ کتنی مدت کے بعد جاری کئے جاتے ہیں؟ ہمیں مطلب ہے کہ کتنے عرصہ بعد کوئی فرد
یہ سرٹیفیکیٹ بنا سکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اس اسمبلی میں ایک بل پاس کیا گیا تھا جس میں تمام
متعلقہ شرائط درج تھیں سر دست میں نہیں بنا سکتا۔ اب اس کیلئے نیا نوٹس دیں تو میں جواب دے سکتا ہوں۔

میر عبد الکریم نوشیروانی۔

(پارٹنٹ آف آرڈر) جناب والا! اس کے لئے بارہ سال کا عرصہ
درکار ہے، سرٹیفیکیٹ ڈومی سی اسٹو کرتا ہے اور کھٹی میں ڈومی سی، ضلع کونسل کا چیئر مین
اور زکوٰۃ کے چیئر مین شامل ہوتے ہیں۔

مسٹر بشیر مسیح :-

(ضمنی سوال) جناب اسپیکر! یہاں کی مسیحی برادری تیس سال سے لے کر سو سال پرانے آثار ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہندوؤں کو یہاں کا لوکل قرار دیا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہمیں ابھی تک لوکل نہیں سمجھا جاتا کیوں ہم کو ڈومینائل قرار دیا گیا ہے۔ ؟

وزیر اعلیٰ :-

چونکہ یہ نیا سوال ہے اس لئے معزز ممبر اس کے لئے فریش نوٹس دیں تو جواب دیا جاسکتا

مسٹر اسپیکر :-

اس کے لئے آپ فریش نوٹس دیں۔

میر نبی بخش خان کھوسو :-

کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ وہ دیکھ کر جواب دینگے۔

مسٹر اسپیکر :-

ہاں وہ اگلے سیشن میں آپ کو جواب دیدیں گے۔

اب کل کے غلطی کے دگے اس سوال نمبر بندرہ کا جواب عرض ہے۔

وزیر اعلیٰ :-

(الف) عوام کو اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے اسلحو لائسنس جاری کرنے کا ایک مہینہ طریق کار موجود ہے اس کے تحت ڈپٹی کمشنر درخواست دہندہ کے چال چلن کی تصدیق کرنے کے بعد کمشنر کی منظوری حاصل کر کے لائسنس جاری کرنے کا مجاز ہے جہاں تک ممبران اسمبلی کی سفارشات پر عوام کو اسلحو لائسنس جاری کرنے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ ابھی زیر غور ہے اور اس بارے میں جلد فیصلہ کر لیا جائے گا۔

(بے) اس وقت صوبائی مانجانے میں ضبط شدہ اسلحو کی تفصیل تھی الف ہے کوئی بھی لائسنس یافتہ

شخص جو مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو وہ ایف اے بی سے اسلحہ خرید سکتا ہے۔
۱۔ اس نے سرکاری ملازمت کی ۲۵ سال مکمل کر لئے ہوں۔

۲۔ وہ سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے قریب ہو۔

۳۔ اس نے صوبے کے لئے عظیم الشان خدمات انجام دی ہوں۔

اس کے علاوہ بعض حالات میں کمشنروں کی سفارش پر بھی لائسنس یافتہ افراد کو ایف اے بی سے اسلحہ خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ایف اے بی سے اسلحہ خریدنے کی اجازت دینے کے مجاز صوبائی گورنر ہیں۔

(ج) ایف اے بی سے جو اسلحہ جاری کیا جاتا ہے اس کی قیمت مقرر کرنے کے لئے ایک پرنس کمیٹی موجود ہے جو مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہے۔

۱۔ ہوم سیکریٹری۔ چیئرمین

۲۔ ڈی۔ آئی۔ جی پولیس اپیل برانچ ممبر

۳۔ ایس۔ ایس۔ پی کونٹرا۔ ممبر

(د) صوبے کے اصناف سے صرف انہی افراد کو اسلحہ کے لائسنس جاری کئے جاتے ہیں جو یہاں کے لوکل اور ڈومی سائل ہوں۔ صوبے کے باہر کے لوگوں کو اسلحہ لائسنس جاری نہیں کئے جاتے۔ گزشتہ چار سال کے دوران جاری کئے گئے اسلحہ لائسنس کی تفصیلات جمع کی جا رہی ہیں۔

فہرست اسلحہ قابل استعمال قابل مرمت مال خانہ کوسٹ

نمبر شمار	نام اسلحہ و قسم	قابل استعمال	قابل مرمت	کل تعداد	کیفیت
۱	کلاشنکوف ۷۶۲ بور	۳	-	۳	ایک ڈیسی چارجینا
۲	سٹین گن	۸	۶	۱۴	درہ میڈ
۳	راکٹ لانچر	۱	-	۱	ولسی
۴	SM G	-	۲	۲	درہ میڈ
۵	G 3 ایرانی	-	۵	۵	-
۶	رائفل ۳۰۰۶	-	۳	۳	درہ میڈ
۷	رائفل ۸ MM بور	۱	-	۱	نارن
۸	رائفل ۷ MM بور	۶	-	۶	درہ میڈ
۹	رائفل ۲۲ بور	-	۳۲	۳۲	" "
۱۰	رائفل ۳۰۳ بور	۶۳	۴۶	۱۱۰	" "
۱۱	رائفل ۷۶۲ بور	۱۲	۸	۲۰	" "
۱۲	ریوالور ۳۲	۵	۳۹	۸۹	" "
۱۳	ریوالور ۲۲	۲	۱۰	۱۲	" "
۱۴	ریوالور نامعلوم	۳	۳	۵	" "
۱۵	پستول ۳۲ بور	۵۴	۴۵	۹۹	" "
۱۶	پستول ۲۲ بور	۱۰	۹۶	۱۰۶	" "
۱۷	پستول ۲۵ بور	۸	۲۱	۲۹	۲۱ درہ میڈ نارن

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۸	پستول ۲۵۲ بور	۱	۴۱	۲	فارن	
۱۹	ریوالور ۳۸ بور	-	۴	۴	دره	میڈ
۲۰	پستول ۳۸ بور	-	۲	۱	"	"
۲۱	پستول ۱۲ بور	-	۲	۲	"	"
۲۲	پین پستول	-	۱۱	۱۱	"	"
۲۳	پستول رائفل نما	-	۱	۱	"	"
۲۴	شارٹ گن سنگل بیرل	۳	۴۴	۲۵	"	"
۲۵	شارٹ گن ڈبل بیرل	-	۱	۱	"	"
۲۶	ہینڈ گرنیٹ	-	۲	۲		
۲۷	گولی راکٹ لائچر	-	۱۱	۱۱		
۲۸	کارٹوس ۲۶۳ بور	-	-	۲۲۳-۲		
۲۹	" ۷۲ "	-	-	۵۰۵۰		
۳۰	کارٹوس ۲۲			۵۱۰		
۳۱	" ۲۵ "			۲۵۷		
۳۲	" مختلف "			۳۰۰۲		
۳۳	" اینٹی ٹینک "			۲۴۷		
۳۴	کارٹوس ۵MM			۲۵۱۱		
۳۵	" ۳۲ بور			۱۳۵۳		

اسلحہ دایمیونیشن ناکارہ مال خانہ

کیفیت	کل تعداد	ناکارہ	قابل مرمت	قسم اسلحہ	نمبر شمار
	۱۳۱۰	۱۳۱۰	—	رائفل ۳۰.۳۳	۱
	۲۲۹	۲۲۹	—	= نامعلوم =	۲
	۴	۴	—	7MM	۳
	۱۸۳۰	۱۸۳۰	—	مکٹ	۴
	۱۸۰	۱۸۰	—	تواریں	۵
	۹۴	۵۳	۴۱	پستول ۳۲	۶
	۱۲۰	۱۰۰	۲۰	= ۲۵ =	۷
	۴۳	۴۳	—	= ۲۲ =	۸
	۵۹	۵۹	—	= ریوالور ۳۲ =	۹
	۱	۱	—	= ۲۲ =	۱۰
	۱۳۹	۱۳۹	—	= ۳۸ =	۱۱
	۵	۵	—	پن پستول	۱۲
	۴	۴	—	پستول ۱۲	۱۳
	۴۹۶	۴۹۶	—	خارٹ گن سنگل بیرل	۱۴
	۱۴	۱۴	—	خالی بیرل	۱۵
	۱۷۰	۷۰	۱۰۰	چاقو	۱۶
	۲۵	۵	۲۰	خینجر	۱۷
	۵۲۳۷	۵۲۳۷	—	کارٹریج	۱۸
	دس کلو	—	—	بارود	۱۹
	۳۳۱۳۳	—	—	خالی گولا	۲۰

میرزا بخش خان کھوسہ :-

(ضمنی سوال) جناب والا! چلے اسلحہ لائسنس جاری کرنے کے

اختیارات ڈپٹی کمشنر کو ہوتے تھے۔ اس سے عوام اور لوگوں کو سہولت ہوتی تھی، اب اتنا لمبا طریقہ کار ہے کہ ڈی سی پاس اپریس کے پاس کمشنر کے پاس جاتے اور پھر مہنوم سیکرٹری کے پاس جاتے تاکہ دوسرے صوبے کی توشیح ہو۔ میرے خیال میں پانچ چھ سال پہلے ڈپٹی کمشنروں کو پاور تھی وہ لوگوں کو سنتا تھا اتنی تکلیف بھی نہیں کرنی پڑتی تھی۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلہ میں تباہ کتے ہیں کہ عوام کے لئے کیا سہولت ہوگی؟

میر سعید الکریم نوشیروانی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! اس کا جواب میں دوں گا

گورنر بلوچستان نے اپنی میٹنگ میں اس سلسلہ میں فیصلہ کیا تھا

میرزا بخش خان کھوسہ :- جناب والا! میں نے سوال وزیر اعلیٰ صاحب سے کیا ہے

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! جو سوال کیا گیا ہے وہ حکومت کے زیر غور ہے، انشاء اللہ اس پر

جلد ہی کوئی فیصلہ ہوگا۔

مسٹر اسپیکر :- سوال نمبر ۳۵۔

وزیر اعلیٰ :- جناب اسپیکر! سوال نمبر ۳۵ کل پیش ہو چکا تھا جو اب عرض کرتا ہوں۔
(الف) جہاں تک زکوٰۃ کی مد میں زکوٰۃ کی وصولی کا تعلق ہے اب تک صوبے کو مرکزی زکوٰۃ کونسل

۱۲	خضدار۔ =/ ۳۰۰ ۲۲ ر ۱	۳۰۰ ۲۲ ر ۱	۳۰۰ ۲۲ ر ۱
۱۳	خاران۔ =/ ۵۱ ۹۱ ر ۴	۵۱ ۹۱ ر ۴	۵۱ ۹۱ ر ۴
۱۴	سبید۔ =/ ۴۳ ۵۰ ر ۵	۴۳ ۵۰ ر ۵	۴۳ ۵۰ ر ۵
۱۵	تربت۔ =/ ۱۹ ۲۹ ر ۶	۱۹ ۲۹ ر ۶	۱۹ ۲۹ ر ۶
۱۶	پنجگور۔ =/ ۲۲ ۱۰۰ ر ۶	۲۲ ۱۰۰ ر ۶	۲۲ ۱۰۰ ر ۶
۱۷	گواد۔ =/ ۳۸ ۳۳ ر ۴	۳۸ ۳۳ ر ۴	۳۸ ۳۳ ر ۴

نوٹل :- / ۱۴ ۸۰ ر ۱۰ ۱۴ ۸۰ ر ۱۰ ۱۴ ۸۰ ر ۱۰

(بے) قرضہ حسنہ کا کوئی بھی منصوبہ زکوٰۃ لگد میں سرمدت حکومت کے زیر غور نہیں البتہ جہاں تک کسی مفلس کے قرضہ کی ادائیگی کا تعلق ہے زکوٰۃ سے امداد کے شرعی مصارف کے شامل ہونے کے سلسلہ میں کسی شبہ کو بجا نش نہیں تاکہ سرورہ معاشی نظام میں قرضوں کی موجودہ نوعیت کے پیش نظر فی الحال زکوٰۃ فنڈ کی موجودہ محدود رقم سے مقروض افراد کے قرضوں کی ادائیگی اس وقت مناسب نہیں سمجھی گئی۔ جبکہ ملک کے اندر لاکھوں مستحقین کی بنیادی ضروریات پوری نہیں کی جاسکتیں :-

میر نسی بخش خان کھوسو

جناب والا! اجو چیرمین مقرر کئے جاتے ہیں دراصل یہ مالی بوجھ ہے کیونکہ ہر جگہ ضلع کونسل اور یونین کونسل کے دفتر بنے ہوئے ہیں۔ ضلع ممبر اور ضلع چیرمینوں.....

وزیر اعلیٰ :-

جناب والا! میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر کے سوال پوچھنے اور جواب دینے کے بعد جب ضمنی سوال پوچھا جاتا ہے۔ تو اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ ممبر جناب سے مخاطب ہو کر پوچھتا ہے کہ میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر

:- میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ انہوں نے چیئرمین اور یونین کونسل ضلع کونسل کے چیئرمینوں کے بارے میں کہا ہے۔ یہ ضمنی سوال کے دائرہ میں نہیں آتا ہے اس کے لئے آپ فریضہ فرمائیں تو آپ کو جواب مل جائے گا۔

میر نبی بخش خان کھوسہ :- جناب والا! میں نے بیسوں کے حساب کتاب کے بارے میں

پوچھا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کس کس غریب نادار کو دی گئی ہے؟ یہ بیسے جو دیئے جاتے ہیں کیا یہ سود کی رقم سے پاک ہیں یہ پوچھنا ہمارا استحقاق ہے۔ اور یہی ہمارا اسمبلی آنے کا مقصد ہے۔

وزیر اعلیٰ :-

میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممبر کے استحقاق کا سوال ہے تو یہ ان کا حق ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ آپ کے سوال کا جواب دیا جائے تاہم ایوان کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین اسمبلی رولز کی پابندی کریں گے مگر یہ پابندی ہم نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا۔

میر نبی بخش خان کھوسہ

:- جناب والا! جام صاحب اور میں ۱۹۵۶ء کے اسمبلی کے ممبر ہیں۔ میرے خیال میں کسی سوال کے بارے میں ضمنی سوال کرنا مجرم نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع کی کتنی زکوٰۃ ہے کس ضلع کو کتنی زکوٰۃ دی گئی ہے۔ کیا یہ رقم سود سے پاک ہوتی ہے؟ کیونکہ چیئرمینوں کی میعاد ہوتی ہے۔

مسٹر اسپیکر

:- آپ آج بحث کی عام بحث میں یہ بات لائیں اور اپنی تجویز پیش کریں کہ پھر طریقہ

کار صحیح ہے یا غلط اور اس کے لئے کیا کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے جو سوال پوچھا ہے وہ چیز مین کے طریقہ کار کے بارے میں نہیں پوچھا اس بارے میں آپ بجٹ میں بات کر سکتے ہیں۔ اپنی تجویز دے سکتے ہیں اور یہ کہ چیز مینوں کا پورا طریقہ کار غلط ہے۔

وزیر اعلیٰ! جناب والا! ممبر صاحب نے جو سوال کیا وہ یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ یہ بتلا سکتے ہیں کہ صوبے میں زکوٰۃ و عشر کے نفاذ سے اب تک ضلع وار زکوٰۃ و عشر کی ملات میں کتنی خطیر رقم جمع ہوئی ہے۔ اور انہوں نے مستحقین کا لفظ استعمال کیا ہے تو میں ان سے وضاحت چاہوں گا کہ مستحقین سے مراد کن لوگوں سے ہے اور اگر وہ لوگوں کے نام مانگتے تو ہم ان کی فہرست مہیا کرتے۔ اگر اس بات کی تفصیل مانگیں گے تو ہم انہیں بھی اس کی تفصیل بھی دیں گے کہ انہیں کس قدر زکوٰۃ دی گئی ہے۔

میر عبد الباقی جمالی: جناب اسپیکر! جب تک ہماری قومی اسمبلی اس میں تبدیلی نہیں کرتی ہے تو آپ کیسے کر سکتے ہیں یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔

مسٹر اسپیکر: یہ معاملہ آپ صوبائی سطح پر دیکھ سکتے ہیں اور اس سلسلے میں صوبائی حکومت بھی اقدام کر سکتی ہے۔

وزیر اعلیٰ: آپ سوال کو دیکھیں کہ اس میں کیا دریافت کیا گیا ہے سوال یہ تھا کہ کیا وزیر اعلیٰ بتائیں گے کہ اب تک زکوٰۃ و عشر کی مدد میں کس قدر رقم جمع ہوئی ہے؟ یہاں پر لوگوں کے نام نہیں پوچھے گئے ہیں اس میں افراد کے ناموں کا ذکر نہیں ہے جو کہ کچھ پوچھا گیا ہے۔ وہ واضح بتادیا گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- اب آج کے سوالات دریافت کے جائیں گے۔ اقبال کھوسہ صاحب اپنا سوال پوچھیں۔

بچہ ۶ اقبال احمد کھوسہ۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیمی وظائف کی مد میں ہر سال لاکھوں روپوں کی بچت ہوتی ہے؟
 (ب) اگر جرنل (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال ۸۲ - ۱۹۸۵ کے دوران اس مد میں کتنی بچت متوقع ہے۔ نیز وظائف کی مد میں ہرنے والی بچت کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم

(الف) ڈال اور ہائی سکولوں کے طلباء و طالبات کے وظائف کی مد میں کوئی بڑی رقم باقی نہیں بچتی ہے
 (ب) اگرچہ رقم بچ جاتی ہے تو اس میں سے گورنمنٹ کے احکامات کے تحت ڈال سکول کے ذمہ دار
 طلباء و طالبات کو ماہوار وظیفہ کے علاوہ مبلغ ۶۰ روپے (سائڈ روپے) سالانہ قومی انٹرنی بانڈز میں جلتے
 ہیں۔ تقریباً ۸۵ - ۱۹۸۳ میں کسی بڑی رقم کی بچت کے امکانات نہیں ہیں۔
 کالج تک طلباء کے تعلیمی وظائف کی مد میں گذشتہ تین سالوں کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں۔

سال	الائمنٹ	خرچ	بچت
۱۹۸۲ - ۸۳	۳۵۵۷۸۶/-	۲۵۲۱۸۵۶۲/-	۱۹۰۲۹۶/-
۱۹۸۳ - ۸۴	۵۵۵۷۸۶/-	۵۲۸۵۴۰۹/-	۲۷۲۲۵۱/-
۱۹۸۴ - ۸۵	الغیا		

خرچ اور بقایا بچت مالی سال کے اختتام پر معلوم ہر کے گا۔

ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ عکسہ تعلیم میں وظائف کی مد میں جو رقم بچ جاتی ہے تو اس کا باورثہ ہے
 کہ بعض طلباء اپنی تعلیم مکمل کرنے کی بجائے تعلیمی ادارے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور ان کی منظور شدہ
 رقم میں بچت ہر جاتی ہے۔

جس سال ۸۵ - ۱۹۸۳ میں تعلیمی وظائف کے لئے کل رقم ۵۵۵۷۸۶۰ روپے منظور ہوئی

ہے۔ جس میں سے فی الوقت کوئی بچت متوقع نہیں ہے۔

مستراقبال احمد کھوسو

(ضمنی سوال) جناب والا! جہاں تک میرے سوال کا تعلق ہے وزیر تعلیم میرے سوال کو سمجھ نہیں سکے ہیں۔ میری مراد ٹرل اسکول اور ہائی سکول کے طلباء اور طالبات کے وظائف سے متعلق تھی۔ میری مراد تو سارے صوبے میں تعلیمی وظائف سے متعلق تھی آپ نے کالج کے متعلق نہیں بتایا کہ کتنا رقم بچا ہے۔؟

وزیر تعلیم :- میں نے تو ٹرل کے طلباء کے علاوہ کالج طلباء متعلق بھی کہا ہے۔

(ضمنی سوال) جناب والا! سال انیس سو تراسی۔ چوراسی میں بیچ جانے والی رقم

تیس ہزار چھ سو پینتالیس روپے بتائی گئی ہے۔ جبکہ اصل رقم دو لاکھ بہتر ہزار چار سو کانوسے روپے ہے۔ آپ کے جواب کے مطابق یہ رقم طالب علموں کو انعامی بانڈ کی صورت میں دی گئی ہے کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بتانا پسند کریں گے کہ کس اصول کے تحت طلباء اور طالبات کو ساٹھ روپے وظیفے کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔؟

وزیر تعلیم :- اس بیچ جانے والی رقم کے متعلق مجھے صحیح علم تو نہیں ہے مگر یہ طریقہ پٹے سے رائج ہے اور اب بھی جاری ہے اگر اب منور ممبر اس طریقہ کار کو مناسب نہیں سمجھتے تو مہربانی کر کے اپنی تجاویز پیش کریں ہم اس پر غور کریں گے۔

مستراقبال احمد کھوسو :- جناب والا! میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ رقم کن سکولوں میں

اور کن اضلاع میں بانڈز کی صورت میں دی گئی ہے۔

مستراقبال احمد کھوسو :- آپ اس کے متعلق نیا سوال کریں تو آپ کو جواب مل جائے گا۔

وزیر تعلیم :- اس سوال کا جواب تو آپ کو کسی دوسری نشرت میں دیا جاسکتا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- یہاں آپ اس کے لئے فریش نوٹس دیں تو جواب مل جائے گا۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- ایک اور ضمنی سوال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے علم میں ہونا چاہیے۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے

مسٹر اسپیکر :- آپ نے پہلے چار ضمنی سوال تو کر لئے ہیں۔ ایک وقت میں صرف ایک سوال ہوتا ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا کیا یہ رقم ان اداروں کے طلباء کو نہیں دی

جاسکتی جو انجینئرنگ یا میڈیکل یا کیڈٹ کالجوں میں پڑھتے ہیں اور ان کے والدین کی آمدنی پندرہ سو سے لے کر چار ہزار روپے تک ہے۔ کیا ان کو وٹالٹف یا یہ بچے جانے والی رقم نہیں دی جاسکتی؟

وزیر تعلیم :- اس سلسلہ میں میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ آپ مہربانی کر کے تجاویز لکھ کر دیدیں

کہ کس طرح سے اس بچی ہوئی رقم کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے اور کس طریقے سے صرف کیا جاسکتا ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا! آپ نے یہ کہا ہے کہ انیس سو چوراسی و پچاسی میں ہم یہ

نہیں بنا سکتے ہیں کہ کتنی رقم بھی ہے تو پھر آپ نے یہ بھٹ کیسے تیار کر لیا ہے جون تو ختم ہوتے والے

آپ کو معلوم ہونا چاہیے اس سلسلے میں کیا بچت ہوئی ہے۔

وزیر تعلیم :- ابھی تو وقت ہے ہم جون کے آخر میں بنا سکیں گے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- آپ نے اگلا بھٹ کیسے تیار کیا ہے کیا ان اعداد و شمار کو سامنے رکھتے ہوئے

اگلے سال بجٹ تیار نہیں کیا ہے ؟

مسٹر اسپیکر :- آپ نیا نوٹس دیں۔ وزیر صاحب جواب دیدیں گے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- ٹھیک ہے۔

بجٹ ، اقبال احمد کھوسہ

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-
 (الف) کیا درست ہے کہ مالی سال ۸۴ - ۱۹۸۵ء میں تعلیمی اداروں کی ضروریات پوری کرنے کیلئے تقریباً ایک کروڑ روپے کی خفیہ رقم سامان کیلئے رکھی گئی تھی لیکن تعلیمی اداروں میں اب تک سامان نہیں پہنچا۔ جبکی وجہ سے صرف رقم ضائع ہوتی ہے بلکہ تعلیمی سرگرمیوں کو بھی نقصان پہنچا ؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب مثبت میں ہے تو اس کے ازالہ کیلئے کیا اقدامات کیے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم

(الف) دوران مالی سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء جو رقم مزاحمتی سامان برائے کالجوں، سکولز، محققین کی گئی تھی اس رقم کے لئے نام آؤٹ ڈویژن پر چیز کیٹی کے ذریعے دیئے جا چکے ہیں اور تقریباً ۷۵ فیصد سامان فراہم ہو چکا ہے۔ جو عداس میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔
 (ب) امید ہے کہ بقایا سامان بھی ۲۰ جون ۱۹۸۵ء تک وصول ہو جائیگا اور اس طرح رقم کے ہونے کا امکان ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- (ضمنی سوال) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ متعلقہ سامان اگست یا ستمبر انیس سو چوراسی میں وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ لیکن تاخیر کی وجہ سے تعلیمی سال اور سرگرمیوں کا نقصان ہوا۔ جناب والا اس کا ازالہ کس طرح کیا جائے ؟

وزیر تعلیم :- اس بارے میں مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے کہ سامان کیوں تاخیر سے پہنچا البتہ معزز ممبر کے سوال کے جواب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں باز پرس کی جائے گی۔
مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- اس کی کب تک امید ہے۔

وزیر تعلیم :- بہت جلد کادر وائی کی جائے گی اور آپ کے علم میں لایا جائے گا۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا! تاہم تعلیمی سال تو ختم ہو گیا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہا تو نیا تعلیمی سال بھی ختم ہو جائے گا۔

وزیر تعلیم :- امید ہے آئندہ سال ایسا نہیں ہوگا اور آئندہ اجلاس میں آپ کو پیش رفت سے مطلع کر دیا جائے گا۔

مسٹر اسپیکر :- سرور صاحب بہرانی فرما کر آئندہ اجلاس میں اس کے بارے میں رپورٹ پیش کر دیں۔

۸% اقبال احمد کھوسہ :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اوستہ محمد ڈگری کالج کے طلبہ کی تکلیف کے پیش نظر کالج کے لئے بس مہیا کرنے کا مطالبہ بہت پرانا ہے۔؟

(ب) اگر جزد الف کا جواب اثبات میں ہے، تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے۔

وزیر تعلیم :-

(الف) یہ درست ہے کہ ڈگری کالج اوستہ محمد کے طلبہ کا مطالبہ پرانا ہے۔

(ب) حکومت بلوچستان مرعد وار پروگرام کے تحت تمام کالجوں کی اہم ضروریات مہیا کرنے میں

کوشاں ہے۔ ۸۶ - ۱۹۸۵ کے سالانہ پروگرام میں بسوں کی خریداری کی کوئی اسکیم نہیں، البتہ

اگر ۸۷ - ۱۹۸۶ میں کوئی اسکیم ترقیاتی پروگرام میں مشاغل کی گئی تو اس کالج کو بس مہیا کر دی جائے گی۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- (ضمنی سوال) جناب والا! ایک طرف تو وزیر تعلیم فرماتے ہیں کہ یہ اوستہ محمد

کے طلبہ کا پرانا مطالبہ تھا۔ تو میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس پرانے مطالبہ کو پورا کیوں نہیں کیا گیا ؟ اور انیس سو پچاسی جیسی میں اس کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ ایسا کیوں فروری نہیں سمجھا گیا ؟

وزیر تعلیم

۔۔ میں معزز رکن سے پوچھوں گا کہ جب اسکیموں کی فہرست طلب کی گئی تھی تو انہوں نے اپنی ضروریات ہیں کیوں مہیا نہیں کیں ؟

مستراقبال احمد کھوسہ۔۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ اسے میں نے اس لئے اسکیم میں نہیں ڈالا تھا کیونکہ ڈائریکٹر صاحب کی طرف سے مجھے یقین دلا یا گیا تھا کہ اس سال بس فراہم کر دیا جائیگا۔

وزیر تعلیم۔۔ میں اس سلسلہ میں ڈائریکٹر سے جواب طلبی کروں گا کہ جب معزز ممبر کو

یقین دہانی کرانے کے باوجود انہوں نے موجودہ سال میں اس کو کیوں شامل نہیں کیا

مستراقبال احمد کھوسہ۔۔ شکریہ۔

* ۲۳ میر نئی بخش خان کھوسہ۔۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ۔

سال روان کے دوران ضلع نصیر آباد کے کتنے پرائمری اسکولوں کو ڈل کا درجہ اور کتنے ڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا اور کتنے پرائمری اسکولوں کی پختہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہیں تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم۔۔ سال روان کے دوران ضلع نصیر آباد کے مندرجہ ذیل پرائمری سکولوں کو ڈل کا درجہ دیا گیا ہے

۱۔۔ بوائز پرائمری سکول کورڈ
۲۔۔ بوائز پرائمری سکول نوشکی جدید۔

گورنر پرائمری سکول روہان جہاں

۳

جیو ایک مڈل اسکول یعنی بوئرز مڈل سکول عزیز آباد کو ہائی کالج دیا گیا

مندرجہ ذیل پرائمری اسکولوں کے لئے پختہ عمارت کی منظوری دی گئی ہے۔ ان عمارت کی

تعمیر کا کام جاری ہے۔ امید ہے کہ جون ۱۹۸۵ء تک پارہ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

۱۔ بوئرز پرائمری اسکول غریب آباد ۲۔ بوئرز پرائمری اسکول عبدالستار

۳۔ بوئرز پرائمری اسکول دلا محمد عمرانی ۴۔ بوئرز پرائمری اسکول وہیر ٹھل

۵۔ گورنر پرائمری اسکول کیشن فارم اوتہ محمد ۶۔ بوئرز پرائمری اسکول بہار خان

۷۔ بوئرز پرائمری اسکول گوٹہ محمد عظیم دیہہ سجھڑی، جھٹ پٹ۔

میر بنی بخش خان کھوسہ بر (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! ہمارے ہاں بعض اسکولوں کے

درجات بڑھانے ہیں۔ یعنی پرائمری کو مڈل اور مڈل کو ہائی کالج دینے ہیں ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا

ہوا ہے کہ نیکو وہاں آٹھ دس مڈل اسکولوں کو ہائی اسکول بنانا۔ اور ہائی اسکولوں کو کالج بنانا ہے

لہذا میں وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انیس سو پچاسی چھیاسی میں وہ روپیہ دیں گے۔؟ میری گزارش

ہے کہ آئندہ مالی سال میں وہ اس مقصد کے لئے ضرور رقم رکھیں۔

وزیر تعلیم :- اگر گزارش ہوگی تو انیس سو پچاسی چھیاسی کے دوران اسکولوں کو اپ گریڈ کرنے

کے لئے منظوری دی جائے گی۔

پ۔ ۲۶۔ میر بنی بخش خان کھوسہ

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیجان فرمائیں گے کہ سرحدوں کے کتنے طلباء/طالبات کو ملک کے دیگر بنگلہ اسکولوں میں درجہ وائز دانش دینے کے لئے ان کے نام ولایت اور دعوت و فیرو کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم

سرحد بلوچستان کے ۵۰ طلباء کیلئے حکومت پاکستان و زارت تعلیم نے ملک کے دیگر پبلک اسکولوں کیڈٹ کالجوں میں داخلے کیلئے نشستیں مخصوص کی ہیں اور ان کے داخلے کیلئے احکامات حکومت پاکستان وزارت تعلیم ہی جاری کرتی ہے۔ چونکہ یہ ان کی منشا پر ہے۔ لہذا وہ خود ہی ہر سال پبلک اسکولوں، کیڈٹ کالجوں میں ہر درجہ کے لحاظ سے داخلے کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ سال رواں ۱۹۸۵ء میں مندرجہ ذیل درجہ کی بنا پر داخلے منظور کئے گئے ہیں۔

جماعت پنجم :- چار
جماعت ششم :- اٹھارہ
جماعت ہفتم :- بارہ
جماعت ہشتم :- سولہ

ان طلبہ کے نام ولایت اور جماعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

لسٹ طلباء پبلک اسکول / کیڈٹ کالج

نمبر	نام	ولایت و پستہ	جماعت	اسکول
۱	فیصل احمد	نور محمد پرنس روڈ کوسٹہ	پنجم	پرنس روڈ پبلک اسکول ایشاد
۲	عبدالرحیم	اللہ بخش اوسٹہ	پنجم	نھرا اگلی کالج مری
۳	اعجاز احمد زیدی	ایس اظہر احمد زیدی سونگ	پنجم	صافی پبلک اسکول بھاد پور
۴	نذیر احمد	سیردخان کراچو ایجنسی	پنجم	-
۵	ایس زیشان احمد	سیح الدین نورانی	ششم	پرنس روڈ پبلک اسکول پشاور
۶	محمد فیصل	ڈاکٹر نور محمد کوسٹہ	ششم	-
۷	لیاقت علی	متربان مل کوسٹہ	ششم	پبلک اسکول فیصل آباد
۸	معظم جاہ	علی اوسط الغاری فارسی کوسٹہ	ششم	-
۹	شفقت علی	محمد عینی خدابدان پنجگور	ششم	-
۱۰	ایس علی رضا	عبدالحمید ڈھادر (دکھن)	ششم	-
۱۱	دراز علی احمد بوج	بشیر احمد ریوے ڈاسنگ برمانی کوسٹہ	ششم	ایچی سن کالج ٹاہلہ
۱۲	پاسر صادق	محمد صدیق سونگ	ششم	-
۱۳	خدا سے داد	چاکر خان ہڑی ڈاسنگ کوسٹہ	ششم	-
۱۴	ایس الطاف من	نور محمد شاہ اوسٹہ	ششم	-
۱۵	محمد شہد	غلام رسول کوسٹہ	ششم	-

گھوڑا گلی کالج مری -	ششم	عبد العزیز کھوسہ - نغیر آباد	ایجاز احمد	۱۶
پبلک سکول میدوا آباد	ششم	لال خان سی	محمد مسر	۱۷
-	ششم	محمد انور خضدار	سیر احمد	۱۸
پبلک سکول میدوا آباد	ششم	محمد انور قلات	ارشاد محمود	۱۹
-	ششم	عبد البصیر - کوسٹہ	ایسلان بصیر	۲۰
-	ششم	عبد اللاحہ کوسٹہ	نفیعل ندیم	۲۱
-	ششم	عبد الشکور کوسٹہ	ولی اللہ لیار	۲۲
کیڈٹ کالج رزمک	ششم	محمد انور کوسٹہ	محمد اورین	۲۳
-	ششم	خدا کے داد - کوسٹہ	عطا اللہ	۲۴
-	ششم	عبد الملک لارالائی	عارف محمد	۲۵
گھوڑا گلی کالج رزمک مری	ششم	علی محمد تربت	خان محمد	۲۶
آرمی برن ہل کالج ایبٹ آباد	ششم	نور احمد شاہ ستونگ	مشفق احمد	۲۷
-	ششم	رحمت اللہ کوسٹہ	فہم اللہ	۲۸
صادق پبلک سکول بہاولپور	ششم	محمد رفیق ثوب	محمد شیب	۲۹
ایبٹ آباد پبلک سکول ایبٹ آباد	ششم	سمری خان - سبی	کلیم اللہ	۳۰
-	ششم	غلام فرید - نغیر آباد	علی نواز	۳۱
-	ششم	رحمت اللہ خضدار	عسرت اللہ	۳۲
-	ششم	شفیع شاہ ڈوراڈ	علی اعترشہ	۳۳
-	ششم	شہزاد خان تربت	داعہ بخش	۳۴
کیڈٹ کالج پشاور	ششم	محمد اعظم کوسٹہ	محمد اطہر	۳۵
الینا	ششم	زر اللہ - کوسٹہ	جادید حیدر	۳۶
کیڈٹ کالج کونٹ	ششم	رحمت علی - کوسٹہ	رفاع احمد	۳۷
صادق پبلک سکول بہاولپور	ششم	جمال خان - کوسٹہ	اللہ داد	۳۹
کیڈٹ کالج حسن ایبٹ	ششم	ارشاد محمود - کوسٹہ	عمران محمد	۴۰
-	ششم	محمد نور کوسٹہ	ظہور احمد	۴۱
صادق پبلک سکول بہاولپور	ششم	حاجی حبیب اللہ ثوب	نسیم اللہ	۴۲
مدنی کالج سرائے - عالمگیر جیم	ششم	تنویر اللہ کوسٹہ	فرید اللہ	۴۳
-	ششم	جمال الدین خضدار	بشر جمال	۴۴
صادق پبلک سکول بہاولپور	ششم	بشیر احمد محمد	مختار احمد	۴۵
کیڈٹ کالج پشاور	ششم	طارق محمد خالد - کوسٹہ	محمد عمران	۴۶

۳۷	محمد اکمل بنالی	سکندر خان سعیدی	ششم
۳۸	حسن شاہ	انور سیران لس بیلہ	ششم
۳۹	عبد العزیز	احمد خان لس بیلہ	ششم
۵۰	غیاث اللہ	محمد حیات کرسٹ	ششم
۵۱	جان محمد	ناج محمد حفشار	ششم

صادق پبلک سکول بہاولپور
کیلاٹ کالج پشاور

بخ: ۲۷ میر نبی بخش خان کھوسہ

کیا وزیر تعلیم اذراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ
(الف) صوبہ بلوچستان کے طلباء و طالبات کیلئے مک کے دیگر فنی کالجوں میں کس قدر نشستیں مخصوص ہیں؟
(ب) سال رواں کے دوران کتنے کن طلباء و طالبات کو فنی کالجوں میں داخلے کیے گئے تھے؟

وزیر تعلیم

(الف) مک کے دوسرے صوبوں میں بلوچستان کے طلباء و طالبات کیلئے فنی کالجوں میں نشستوں کی تفصیل
حسب ذیل ہے۔

صوبہ کا نام	نام کورس	مقرر نشستیں
پنجاب	بیچلر آف ٹیکنالوجی	۵
سندھ	ایضاً	۵
		۱۰

پنجاب	ڈپلومہ ایگری انڈیا انجینئر	۲۵
سندھ	ایضاً	۱۰
سرحد	ایضاً	۴

صوبہ کا نام	نام کورس	مقرر نشستیں
پنجاب	بیچلر آف انجینئرنگ	۱۳
سندھ	ایضاً	۴۳
سرحد	ایضاً	۶
آزاد کشمیر	ایضاً	۱

۳	بیچر آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ	پنجاب
۱	ایم۔ ایس سی کیمپوسٹریل سائنس	پنجاب
۱	اسٹریٹ برنس اینڈ مینٹیننس	پنجاب
۳	ایضاً	سندھ
۴		
۵	گریجویٹیشن ہم اکنامکس	سندھ
۳	پانچ سالہ ڈیپلومہ ڈیزائننگ	پنجاب
۳	پانچ سالہ ڈیپلومہ آرکیٹیکچر	پنجاب
$\frac{۳}{۱۶۰}$	پانچ سالہ ڈیپلومہ فائن آرٹس	پنجاب

(دب) سال ۱۹۵۱ء کے دوران جن طلباء و طالبات کو فنی کالجوں میں داخلے کیے گئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سلسلہ	کورس کا نام	سیٹوں کی تعداد	صوبہ	کیفیت
۱	ڈیپلومہ آف ایجوکیشنل سائنس	۲۵ - ۱	پنجاب	فہرست سنک ہے
		۱۰ - ۲	سندھ	"
		۹ - ۳	این۔ ڈیپو۔ ایف۔ پی	"
۲	بیچر آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ	۵ - ۱	پنجاب	"
		۵ - ۲	سندھ	"
۳	بیچر آف انجینئرنگ	۱۳ - ۱	پنجاب	"
		۴۳ - ۲	سندھ	"
		۶ - ۳	این۔ ڈیپو۔ ایف۔ پی	"
		۱ - ۴	آزاد قبیل کشمیر	"
۴	بیچر آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ	۳ - ۱	پنجاب	طالب علموں کا انتخاب ہر جگہ ہے اور حکومت پنجاب افسر اپنے سے انکار کر رہی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ان کے معیار کے مطابق نہیں ہے

۵	ایم۔ ایس سی کیموٹر سائنس	۱ - ۱	پنجاب	امیدوار کا انتخاب ہو چکا ہے
۶	ماسٹر آف برنس ایڈمنسٹریشن	۱ - ۱	پنجاب	امیدواروں کا انتخاب ستمبر ۱۹۸۵ء میں ہوگا۔
		۲ - ۲	سندھ	انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن یونیورسٹی آف کراچی کی ایک ٹیم نے ۱۸ مئی اور ۱۹ مئی ۱۹۸۵ء کو کونسل آف اسٹڈنٹس ڈیولپڈ۔
۷	گریجویٹ ان پروگرامز کنکرس	۵ - ۱	سندھ	رانا یاقوت علی خان ٹرنٹ کالج آف پروگرامز کنکرس کراچی میں پانچ سیٹوں کے لئے امیدواروں کا انتخاب ماہ اگست ۱۹۸۵ء میں اس سال ہوگا
۸	آرکیٹیکچر میں پانچ سالہ ڈیپلومہ	۲ - ۱	پنجاب	نیشنل کالج آف آرکیٹیکچر لاہور سے ایک سلیکشن ٹیم ستمبر ۱۹۸۵ء میں کونسل کا دورہ کرے گی اور کونسل کے امیدواروں کو منتخب کرے گی۔
۹	ڈیزائن میں پانچ سالہ ڈیپلومہ	۲ - ۲	پنجاب	
۱۰	ٹیکنالوجی میں پانچ سالہ ڈیپلومہ	۲ - ۲	پنجاب	

پبلیک آف ٹیکنالوجی (دبی۔ ٹیک) کورس کے منتخب امیدواروں کی فہرست

ممبر شمار	نام امیدوار مع ولایت	ضلع
صوبہ پنجاب کیلئے		
۱	شکیل احمد ولد تاج احمد	کوئٹہ
۲	خالہ حسین ایشی ولد طالب حسین	کوئٹہ
۳	سعید اختر ولد ایم بشیر خان	کوئٹہ
۴	شاہ جہاں ولد احمد حسین	قنات
۵	فخر علی ولد فلام سرور	قنات
صوبہ سندھ کیلئے		
۱	سنور احمد ولد محمد دین ظفر	کوئٹہ
۲	ابھرخان ولد اے سنارخان	کوئٹہ
۳	محمد طاہر ولد محمد رمضان	سبی
۴	محمد افضل ولد ایچ نذر محمد	نورالائی
۵	سرور خان ولد محمد خان	طبرہ بھٹی

ڈیپلومہ آف ایس سی ایٹ انجینئر۔ صوبہ پنجاب کی ۲۵ ریگولر سیٹوں کے لئے منتخب امیدواروں

کوسٹ	احسان اللہ خواجه ولد محمد ابراہیم	۱
کوسٹ	عبدالقدوس ولد عبدالعزیز	۲
کوسٹ	محمد عمران ولد محمد حنیف	۳
قلات	حفیظ اللہ ولد غلام رسول	۴
کوسٹ	محمد داؤد ولد شیر زمان خان	۵
پنجگور	سعید احمد خان ولد محمد اسماعیل	۶
لورالائی -	بیل احمد ولد رحیم بخش حبیبانی	۷
کوسٹ	میر سکندر خان ولد علی خان بلوچی	۸
کوسٹ	ظہیر الدین ولد جمیل الدین	۹
کوسٹ	غلام سرور ولد تاج الدین	۱۰
کوسٹ	غلام سرور بیٹا ولد غلام محمد بیٹا	۱۱
کوسٹ	محمد رفیق ولد منظور حسین	۱۲
کوسٹ	شکیل احمد ولد بشر احمد	۱۳
کوسٹ	ذاب خان ولد گل محمد زرغون	۱۴
ادستہ محمد (اضیر آباد)	نیاز احمد ولد قاضی عبدالرزاق	۱۵
سبی	امیر حبیب شاہ ولد حبیب شاہ	۱۶
کوسٹ	محمد شاہ نور ولد محمد اختر رشید	۱۷
کوسٹ	محمد اختر طارق ولد اللہ یار خان	۱۸
کوسٹ	محمد جاوید اقبال ولد منظور بخش	۱۹
کوسٹ	تذریب احمد بیٹا ولد مشیر احمد بیٹا	۲۰
پشپور	حبیب اللہ ولد احمد بخش	۲۱
کچی	علی محمد ولد علی شیر	۲۲
کچی	امجد پرویز ولد محمد بشیر	۲۳
کوسٹ	محمد عامر قریخی ولد غلام یونس قریخی	۲۴
کوسٹ	نقیب احمد ولد عبداللہ	۲۵
سبی	قیامت اللہ مری ولد حامی محمد مراد	۱
کوسٹ	شیخ اللہ ولد حفیظ اللہ	۲
کوسٹ	منظور شاہ خان ولد فیروز شاہ خان	۳
اضیر آباد	محمد اکبر کوسہ ولد میر بخش کوسہ	۴
دائرہ مراد جہاں	سعید شہزاد ولد محمد خالد احمد شاہ	۵
	غلام مرتضیٰ کوسہ ولد سکندر کوسہ	۶

کوٹہ	محمد امین بیگ بگٹی ولد محمد اقبال	۷
کوٹہ	سراج احمد ولد وحید احمد	۸
سبی	محمد یوسف ولد شیر باز خان	۹
کرستہ	احمد سلیمان خان ولد غلام سرور خان	۱۰

صوبہ سرحد کی ۹ ریزنڈینٹوں کے لئے بلوچستان کے امیدواروں کا داخلہ

حفشار	ناصر محمد ولد نیاز محمد خان	۱
کوٹہ	مہمل احمد ولد ذوق محمد	۲
کوٹہ	محمد ایوب ولد محمد اسمعیل خان	۳
پشین	عبید اللہ ولد حاجی عبدالطہر	-۴
پشین	دلی محمد ولد حاجی بلوک	-۷
ژوب	شوکت علی ولد سیر خان	-۸
ژوب	اکرام اللہ ولد امان اللہ	-۹
ژوب	سید عارف شاہ ولد سید بلوٹہ	-۱۰
ورالائی	دولت خان ولد گل خان	-۱۱
چانی	محمد اقبال ولد بابو سیر دوست	-۱۲
سبی	عبد الغفور ولد بیار خان	-۱۳
نصیر آباد	عبد الاحد خان ولد عبدالسمیع خان	-۱۴
"	غلام مرتضیٰ ولد اکبر دین	-۱۵
"	اکبر علی ولد سیوا خان	-۱۶
"	عبدالواحد ولد رسول بخش	-۱۷
بگٹی	اعجاز الہی بگٹی ولد الہی بخش	-۱۸
"	ارشاد الحق ولد عبدالحمید	-۱۹
ڈیرہ بگٹی	گل محمد ولد حاجی گمزار خان	-۲۰
تلات	پراسیت اللہ ولد رہی بخش	-۲۱
"	خٹلور احمد ولد عبد خان	-۲۲
حفشار	سعادت نظر ولد میر نظر محمد	-۲۳
لس بلیہ	رسول بخش ولد بخشو	-۲۴
خاران	نور احمد ولد غلام دستگیر	-۲۵

سہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی جامشورو

خضدار	غلام محمد ولد مل جل بخش	۲
زیرت	غلام صید ولد جہانگیر	۳
"	ذکر حسین ولد رسول بخش	۴
"	نذیر احمد ولد حاجی شہید خان	۵
"	مراد علی ولد عمر	۶
پنجگڑ	محمد مدین احمد حاجی فرزند	۷
قلاں سلطان ڈوئین	میر محمد ولد رحیم بخش	۸
گوار	عبدلطیف ولد میرک	۹
کوسٹا	غلام رحیم ولد سیموئل گل (اقلیت)	۱۰
کوسٹا	ذوالفقار فتح ولد حسین خان	۱۱

کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی راج شاہ

خضدار	ذکار احمد ولد امیر الملک	۱
سی	پرویز احمد ولد محمد زمان	۲
سی	انجناز الدین ولد ذکا الدین	۳
کوسٹا	محمد عمر ولد محمد صدیق	۴
کوسٹا	محمد امین ولد محمد نواز	۵
کوسٹا	خان زمان ولد حاجی عبدالرزاق	۶
کوسٹا	طارق محمد ولد لطف اللہ شاہ	۷

پچھلے آف انجینئرنگ میں منتخب ہونے والے جوہستان کے امیدواروں کی فہرست

این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی - کراچی

این میرٹ	حسن نقیل صدیقی ولد خلیل صدیقی	۱
"	عنان الحق ولد عبدالحق	۲
"	خالد میرتب ولد میرتب حسن	۳
"	قمر زمان ولد محمد سعید	۴
"	شہزاد علی ولد محمد نام خان	۵
کوسٹا این	محمد قبال ولد حاجی راز محمد	۶
پیشن	بشیر الدین ولد نذیر محمد	۷

پشین	نصرت امین ولد امین اللہ خان	۸
ثوب	ناصر محمود ولد غلام نبی خان	۹
چانگی	سلیمان ظاہر ولد طاہر محمد خان	۱۰
سبی	فساروق احمد ولد محمد افضل	۱۱
تقیہ زہار	جہانگیر احمد ولد سیداد خان	۱۲
کچی	محمد رحیم جان محمد	۱۳
گوب	تند اعظم ولد ملک سید خان	۱۴
زیرہ بلخی	تیسرا احمد ولد نبی بخش	۱۵
قعات	سلیم بکری ولد میر دوست محمد	۱۶
خضدار	شیخ محمد ولد حاجی دینی بخش	۱۷
خاران	عبد المطلب الدینی بخش	۱۸
تربت	نبی المید ولد حاجی غلام محمد	۱۹
نصر آباد	عبد الرزاق ولد امیر بخش	۲۰
کوٹہ	رضوان انیس ولد انیس احمد	۲۱

دادو کا بلخ آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی

ادین میرٹ	غلام محمد ولد ملک سولاداد	۱
کرناہ (ادین)	رضوان سید خان ولد سید اللہ خان	۲
کوٹہ (ادین)	ناصر عباس ولد غلام علی	۳
پشین	نصرت اللہ شاہ ولد لطیف اللہ شاہ	۴
	باز محمد ولد قمر گل	۵

خضدار	امیر بخش ولد حضور بخش	۶
خضدار	آفتاب اللہ ولد حاجی فیصل الرحمن	۷
تربت	فر محمد ولد حاجی محمد حسن	۸
پنجگور	محمد شعیب ولد نذیر اک	۹
پنجگور	محمد اشرف ولد حاجی محمد عثمان	۱۰

پرنسپل آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹاہرہ

ادین میرٹ	عاصم محمود ولد محبوب الحسن	۱
کرناہ (ادین)	ناصر ہدایت ولد حاجی ہدایت اللہ	۲

لشبین	عبدالعدود ولد حمید	۳
نورالان	حسن خان ولد حاجی عبدالوہاب	۴
نورالانی	محمد اسلم ولد علی محمد	۵
نورالانی	نعیر احمد ولد دوست محمد	۶
کچی	غلام مدنی ولد حاجی در محمد	۷
کچی	محمد سلیم ولد ملک تاج محمد	۸
نقات	جہانگیر سائکنی ولد میر دوست محمد	۹
لسبید	محمد پردیز ولد محمد لطیف	۱۰
لسبید	عبدالغنی ولد مولوی محمد یونس	۱۱

السٹیٹوٹ آف کیسیکل انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی آف پنجاب - لاہور

صوبائی میرٹ	شہزاد عام ولد شفیق احمد	۱
کوئٹہ ریسرچ ڈویژن	آدم درھی ولد انور شاہ خان	۲
نقات سکول ڈویژن	احمر محمود ولد عبدالرزاق	۳

این - ڈیپارٹمنٹ آف ایجنڈا (سرحد) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

ادین میرٹ	ذوالفقار علی ولد ملک عنایت علی	۱
کونسلہ ادین	عبین الحق ولد شاہ الزام الحق	۲
نواب	شاہ ولی ولد محمد سعید	۳
نورالانی	احمد جات ولد ارباب خان	۴
نورالانی	مولانا داد ولد رحیم داد خان	۵
نقات	محمد افضل ولد میر داد	۶

یونیورسٹی کالج میرپور آزاد کشمیر

نعیر آباد	سعید احمد ولد مہربان خان	۱
-----------	--------------------------	---

میر نبی بخش خان کھوسہ

جناب والا! جواب کی لسٹ کافی لمبی ہے۔ میں وزیر تعلیم سے اس پر تبادلہ خیال کروں گا اور مزید معلومات لوں گا۔ چونکہ وقت کم ہے ہمارا علاقہ بھی بڑا ہے مجھے معلومات حاصل کرنے کے لئے انکوائری کرنا پڑے گی۔

وزیر تعلیم۔ ہم انشاء اللہ آپ کی تسلی کرا دیں گے۔

۲۰۔ میر نبی بخش خان کھوسہ

- کیا وزیر بلدیات ازراہ کریم مطلع فرمائیں گے کہ
- (الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اسماعیل ضلع نصیر آباد کے یونین کونسل علی آباد (اوسطہ محمد) کو بہتر کارکردگی کی بنا پر ایک ٹریکٹر بطور انعام دیا گیا ہے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گذشتہ سال بھی مذکورہ یونین کونسل کو ایک ٹریکٹر انعام میں دیا گیا تھا؟
- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے واضح ہدایات کے باوجود ٹریکٹر کے آمدن و خرچ کا حصہ ڈسٹرکٹ کونسل کے علم میں نہیں لایا جا رہا ہے نیز اس یونین کونسل کو بار بار ٹریکٹر دینے جانے سے علاقے کے زمینداروں کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے؟
- (د) اگر حسرت و (الف)، (ب) و (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں وضاحت کرے گی؟

وزیر بلدیات

- (الف) یہ درست ہے کہ اسماعیل یونین کونسل علی آباد (اوسطہ محمد) کو بہتر کارکردگی کی بنا پر انعام ملا ہے جو ٹریکٹر کی صورت میں نہیں بلکہ ایک لاکھ روپے کے چیک کی صورت میں ملا ہے
- (ب) گذشتہ سال نہیں بلکہ سال ۸۱-۱۹۸۰ کی کارکردگی کی بنا پر جنوری ۱۹۸۲ء میں یونین کونسل خانیپور کو بہتر کارکردگی کی بنا پر ایک ٹریکٹر بطور انعام دیا گیا تھا اس وقت یونین کونسل علی آباد (موجودہ) اس یونین کونسل یعنی خانیپور کا حصہ تھی۔ یونین کونسل علی آباد - ۱۹۸۲ء کے مقامی کونسلروں کے انتخابات کے نتیجے میں معرض وجود میں آئی اس سے قبل علی آباد نام کی کوئی یونین کونسل نہیں تھی اور نہیں اسے کوئی انعام ملا تھا، البتہ جب یونین کونسل خانیپور تھی تو اس کے چہرے میں یہی تھی۔ جواب یونین کونسل علی آباد کے ہیں اب چونکہ خانیپور علاقہ یونین کونسل کے تحت ہے اس لیے اس کا حصہ ہے۔

(ج) ٹریڈنگ کی آمدن و خرچ سے متعلق گورنر سے حکام بالا یعنی جناب معتمد صاحب و جناب ناظم صاحب بلدیات بلوچستان کو ٹیڈ کو جناب ناظم ناظم بلدیات سب ڈویژن کے توسط اسسٹنٹ ڈائریکٹر کوئی نو رختہ لیا منب سے بھجوانے جانتے لگے ہیں کیونکہ کسی عہدہ سے طلب کئے گئے تھے۔

چیزیں مناصب منسلک کونسل ممکن ہے اس گورنر شراہ کی ترسیل کے بارہ ماہوں لاء علم ہوں کیونکہ یہ ان کے توسط سے نہیں گئے البتہ حکام بالا کو ٹریڈنگ کی آمدن و خرچ کا علم ہے

اختصار آمدن و خرچ ٹریڈنگ یونین کونسل مخالفین و علی آباد (سال وار)

(i) آمدن از مارج تا دسمبر ۱۹۸۲ = ۷۵,۰۰۰ - ۵۵ = ۲۰,۰۰۰

(ii) خرچ " " = ۸۰,۰۰۰ - ۵۵ = ۷۹,۹۴۵

(iii) بچت " " = ۱۰,۰۰۰ - ۵۵ = ۹,۹۴۵

(iv) آمدن سال ۱۹۸۳ = ۶۸,۵۰۰ - ۵۵ = ۶۸,۴۴۵

(v) خرچ " " = ۶۳,۰۰۰ - ۵۵ = ۶۲,۹۴۵

(vi) بچت " " = ۵,۰۰۰ - ۵۵ = ۴,۹۴۵

(vii) " " = ۲,۵۰۰ - ۵۵ = ۲,۴۴۵

اس طرح ٹریڈنگ نے - ۱۷۹,۰۰۰ روپے اب تک بچت کئے ہیں۔

نوٹ:- یہ ٹریڈنگ عرصہ سے بیکار کھڑا ہوا ہے اسلئے اس کی آمدن کم ہوئی ہے، اہلی ساخت کے بلڈ رکھے ہیں جب تک کہ تو یہ رقم بھی آمدن یعنی بچت میں شمار ہوگی کیونکہ ان کی بچائے خرید سے گئے ہیں

(د) جزو (د) کا جواب الف - ب - اور ج کے جواب سے ظاہر ہے۔

میر نسی بخش خان کھوسہ (ضمنی سوال) جناب والا! میرے علم میں لیا گیا ہے کہ اس مرتبہ

ایک لاکھ روپیہ کا انعام یونین کونسل کے چیئرمین کے حکم پر دیا گیا ہے اور ضلع کونسل کے چیئرمین سے اس کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے کیونکہ بلوچستان میں ضلع کونسل کی سفارش پر انعام دیا جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ایسا کیوں کیا گیا؟ افسروں نے از خود کیوں انعام دیا کیا وزیر موصوف انکوٹری کروائیں گے۔

جناب والا! ٹریڈنگ کی مد میں وہاں لاکھوں روپے کی بچت ہوتی ہے جبکہ صرف سترہ سو روپے بچائے گئے ہیں۔ کیا وزیر بلدیات اس بارے میں تحقیقات فرمائیں گے؟

- جناب والا! یہ جو ایک لاکھ روپیہ یونین کونسل کو دیا گیا ہے۔

اتنے پیسے کیوں دیئے گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا ہے۔ دوسرے پیسوں کی بچت بتائی گئی ہے۔

وزیر بلدیات :-

جہاں تک ایک لاکھ روپیہ دینے کا سوال ہے اس بار

میں ہم یقیناً دریافت کریں گے۔ اگر یہ رقم خلاف ضابطہ دی گئی ہے، جو اب طلبی کے بارے میں

میں احکام جاری کروں گا۔ کہ انہوں نے خلاف ضابطہ ایسا کیوں کیا۔ باقی رہا سوال بچت کا تو معزز

رکن کو علم ہو گا کہ جو سرکاری محکموں کے حساب کتاب ہوتے ہیں اس میں عملے کی تنخواہیں اور دیگر

اخراجات وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔ عموماً سرکاری اداروں میں پرائیویٹ اداروں کے مقابلے

میں بچت کم ہوتی ہے اس کے باوجود بھی اگر معزز ممبر کی تسلی نہیں ہے تو ہم مزید دریافت کریں گے

کہ بچت کیوں کم ہے۔

مسٹر اسپیکر :- سوال نمبر ۲۹

۲۹۔ میر نسی بخش خان کھوسہ

کیا وزیر بلدیات ازراہ کریم یہ بیان فرمائیں گے کہ -
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ بیٹ فیلڈ سب ڈویژن ضلع نصیر آباد کے سب تحصیل چھتر کے مقامی دکانداروں سے وصول ہونگے وصول کی جاتی ہے جبکہ سب تحصیل قبو کے دوکانداروں سے چوکنگی وصول نہیں کی جاتی مالاںکہ یہ علاقے کاروباری مراکز بھی نہیں ہیں؟
 (ب) اگر چھتر و (الف) کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا حکومت سب تحصیل چھتر کے غریب - دوکانداروں سے چوکنگی وصول کرنے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر بلدیات

(الف) درست ہے، کہ یونین کونسل چھتر میں چوکنگی نافذ ہے، جبکہ یونین کونسل قبو میں چوکنگی نافذ نہیں ہے۔
 (ب) نہیں ہے حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ مروجہ قانون تحت متعلقہ لوکل کونسلریس کافی حد تک خود مختار ہیں، اور یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ وہ چوکنگی نافذ کریں یا نافذ نہ دہونگی کو ختم کریں۔

میر نبی بخش خان کھوسہ :- (فنی سوال) کیا وزیر بلدیات یہ بتلائیں گے کہ نصیر آباد سب ڈویژن کی سب تحصیل چھتر اور تمبوکھو صاحبہ ہیں چونگی ایک سب تحصیل میں ہے اور ایک سب تحصیل یہ کہیں ہے۔ اس سے دکانداروں اور عوام پر اثر پڑتا ہے۔ ایک سب تحصیل میں چونگی لی جاتی ہے اور دوسری میں نہیں لی جاتی۔ ایسا کیوں ہے اس پر آپ غور فرمائیں۔

وزیر بلدیات :- آپ کے سوال کا جواب میں نے دیا ہے وہ اپنے تسلی سے نہیں پڑھایا ہے چیر مینوں کی صوابدید پر ہے کہ وہ چاہیں تو چونگی معاف کریں یا ختم کر دیں یا نہ لگائیں یہ انہیں اختیار ہے۔ ہماری طرف سے اور نہ ہی لوکل گورنمنٹ کی طرف سے انہیں کوئی حکم دیا گیا ہے کہ چونگی لگائیں۔ یہ بات وہاں کے یونین کونسل کے ممبران اور چیر مینوں کی تجویز پر ہے اور یہ ان کے اختیارات کی بات ہے۔

مسٹر اسپیکر :- نبی بخش کھوسہ صاحب! وہ عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے مسائل خوب جانتے ہیں ان کا خود مختار ادارہ ہے یہ ان کا کام ہے کہ کیا چیز عوام کے مفاد میں ہے اور کیا چیز عوام کے مفاد میں نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور وہ اپنے طور پر بیٹھ کر صلاح مشورہ کر لیں تو میرے خیال میں بہتر رہے۔ اگلا سوال نمبر ۳۴

۳۴۔ میر نبی بخش خان کھوسہ

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

- (الف) کیا صوبے میں عدالتوں کے قیام کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟
- (ب) اگر جیسٹر (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا ہر یونین کونسل کی سطح پر مصالحتی عدالتیں قائم کی جائیں گی۔ تاکہ عوام کو سستا و سہل انصاف میسر آجائے نیز اگر یونین کونسل کی سطح پر مقامی پولیس کا قلعہ بھرتی کیا جائے تو عدالتی کارروائی میں کافی حد تک آسانی پیدا ہو سکتی ہے؟

(الف) صوبہ بلوچستان میں مصالحتی عدالتوں کا قیام حکومت بلوچستان محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے جاری کردہ مصالحتی عدالتوں کے قواعد مجریہ ۱۹۸۳ کے تحت عمل میں لایا جا چکا ہے جو ریٹرنس کونسل سے کارپوریشن کی سطح تک کام کر رہی ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا جواب کی موجودگی میں بڑا ب (غیر ضروری ہوتا ہے) تاہم ابھی تک یونین کونسل کی سطح پر مقامی پولیس کا عملہ بھرتی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کیونکہ مصالحتی عدالتوں کے لیے عموماً قریب کی ضرورت نہیں ہوتی چاہیے۔

میر نبی بخش خان کھوسو۔ جناب عالی! یہ کس نے کہا کہ یونین کونسل میں فورس کا عملہ دیا جائے

مصالحتی عدالتوں کو اختیار دیا جائے، ہمارے نصیر آباد میں مصالحتی عدالتوں کو پاور دی گئی ہے ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی ممبر یا فریق مصالحت کے لئے نہیں بیٹھے تو وہ بیٹھائیں اور راضی نامہ کرا لیں۔ مددگار ثابت ہوں۔

وزیر بلدیات۔ جناب والا! مصالحتی عدالتوں کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ دو فریقوں

میں مصالحت کرائے۔ اس میں صوبہ یا جگہ کی بات نہیں ہوتی ہے انہیں قواعد مجریہ ۱۹۸۳ء کے تحت مصالحتی عدالتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہاں کی یونین کونسل یا ٹاؤن کیسے اپنے اختیارات کو استعمال کرتی ہیں یا نہیں۔

مسٹر اقبال احمد کھوسو۔ جناب والا! وہاں پر مصالحتی عدالتیں کام کر رہی ہیں جھٹ پٹ میں تین

چار فیصلے میں ہو چکے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال نمبر ۵۵

۳۶ * ۵۴۔ شیخ ظریف خان مندوخیل

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ دیہات کے سکولوں میں استادوں کی باقاعدہ -
حاضری کو چیک کرنے کا کوئی معقول انتظام کیا گیا ہے نیز انکی غیر حاضری کو روکنے کا حکمت کوٹا
بندوبست کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم

جی ہاں۔ نظامت تشیقات بلوچستان نے اساتذہ کی باقاعدہ حاضری کی چیکنگ کے لئے
ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ٹیچر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر - اسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن
آفیسر اور سپروائزر کی ڈیوٹی رکائی گئی ہے۔ جن کو اس کام کیلئے سرکاری وٹسٹ سائیکل بھی مہیا
کی گئی ہیں۔ ماہانہ سکولوں کی چیکنگ کا باقاعدہ پروگرام وضع کیا ہوا ہے تاکہ وہ اپنے علاقوں کے
تمام سکولوں میں جا کر اساتذہ کی حاضریاں چیک کریں۔

* ۵۵۔ شیخ ظریف خان مندوخیل

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ -

استادوں کو بھرتی کرنے کا معیار کیا ہے ؟

(الف)

کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اساتذہ مہیا کرنے کیلئے پبلک سروس کمیشن کی طرح کوئی ایسا طریقہ
اختیار کیا جائے کہ اچھے سے اچھا استاد مہیا ہو سکے۔ نیز پرانے استادوں کو بہتر بنانے کا کوئی طریقہ
یا تجویز ضرور ہے ؟

(ب)

وزیر تعلیم

حکومت بلوچستان نے مختلف عہدوں کے اساتذہ کی بھرتی کیلئے قواعد تعیناتی مرتب کئے ہوئے ہیں

(الف)

جن کے مطابق معیار وغیرہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور رانٹرو لو و تحسری ٹیسٹ وغیرہ کے بعد
ہی بھرتی کیا جاتا ہے اس عمل کیلئے ضلعی سطح پر اوصوبائی سطح پر بھرتی کرنے کی کمیٹیاں موجود
ہیں۔ ہر امیدوار کو ذاتی طور پر کمیٹی کے صلحہ پیش ہو کر سوالات کے جوابات دینے ہوتے ہیں نیز
امیدوار کے اسناد وغیرہ بھی چیک کی جاتی ہیں۔ ڈسٹرکٹ کمیٹی کے ممبران حسب ذیل ہوتے ہیں

(چیر مین)

۱۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر -

(ممبر)

۲۔ ہیڈ ماسٹر ہائے سکول -

(ممبر)

۳۔ چیر مین یونین کونسل -

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ ابتدائی تعلیم کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے اور اس کیلئے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے؟
- (ب) اگر جی ہاں (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم

- (الف) یہ درست نہیں ہے کہ ابتدائی تعلیم کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے تاہم یہ درست ہے کہ معیار تعلیم کو رفتار زمانہ سے ہم آہنگ رکھنے کیلئے مسلسل ٹھوس اقدامات کی ضرورت رہتی ہے۔
- (ب) حکومت صوبہ میں ابتدائی تعلیم معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

۱۔ نصاب تعلیم اور درسی کتب پر مرکزی حکومت کے فنی تعاون سے مسلسل نظر ثانی کی جاتی ہے۔ اس سال پرائمری سطح کی کتب کے مواد کو بہتر بنانے اور ان میں مزید جازبیت پیدا کرنے کیلئے حکومت نے ساڑھے ستائیس لاکھ روپیہ کی تیسرا رقم صرف کی ہے۔

۲۔ پرائمری سطح پر دیسی علاقوں میں درسی کتب اور دوسرا سامان لاشتمل و خواندہ مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی طالب علم کسی وجہ سے ان ضروریات سے محروم نہ رہ جاسکے۔

۳۔ اساتذہ کی ابتدائی تربیت کیلئے اس وقت صوبہ بھر میں پانچ تربیتی ادارے کام کر رہے ہیں اور ایک نیا ادارہ اگلے مالی سال میں کام کرنے لگے گا۔

جدید نصاب اور طریقہ تدریس اساتذہ کو مسلسل آگاہ رکھنے کیلئے دوران ملازمت اساتذہ کی تربیت کا اہتمام ہے۔ اس سال ۱۶۹۹ اساتذہ کو تربیت دی جا رہی ہے۔

۴۔ پرائمری سطح کی تعلیم کو بہتر بنانے کیلئے اور جملہ سہولتوں کی مزید فراہمی کے لئے وفاقی حکومت کی مدد سے کوئٹہ، پشین، چاغی اور لیجھ کے اضلاع میں پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ کے ذریعے کام ہو رہا ہے ان اضلاع میں ۶۷۹ پرائمری سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا گیا ہے اور اس پروجیکٹ کا دائرہ کار نصیر آباد اور تربت کے اضلاع تک بڑھایا جا رہا ہے۔

۵۔ تدریس کو مزید دلچسپ اور مؤثر بنانے کیلئے تمام پرائمری سکولوں میں مختلف نوع کی درسی مطلوبات فراہم کی جا رہی ہیں اور ان کے استعمال کیلئے اساتذہ کو خصوصی تربیت دی جا رہی ہیں۔

۶۔ مدارس میں نگرانی اور رہنمائی کے نظام کو بہتر بنایا گیا ہے اور نگران عملہ تدریسی مسائل

ہیے اساتذہ کی مدد کرتا ہے۔

۷:- پرائمری سطح کے اساتذہ میں اپنے کام کی سلسلے میں ذوق و شوق مزید بڑھانے کیلئے مختلف قسم کے سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں جن میں اساتذہ ماہرینہ تعلیم کی مدد سے پیشہ ورانہ امور پر گفتگو کرتے ہیں، اور تعلیم و تربیت کے عمل کو مزید حسین اور موثر بنانے کے طریقے سوچے جاتے ہیں۔

۸:- پرائمری سطح کے اساتذہ کی مافیہ حالت کو بہتر بنانے کی غرض سے ان کے تنخواہوں کے سکیل بہتر بنائے گئے ہیں اور تعلیمی استعداد بڑھانے پر ان کو پیشہ ور ترقیاں دی جاتی ہیں۔

۹:- موزی کاہن کی تعلیم سے اعلیٰ کارکردگی پیش کرانے والے اساتذہ کو مختلف قسم کے انعامات سے نوازنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے تاکہ اساتذہ کے درمیان کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے سخت سزا۔ مقابلہ ہو سکے۔

۱۰:- طلبہ کو پرائمری تعلیم کے اختتام پر مقابلہ کی بنیاد پر وظائف دیئے جاتے ہیں اور طالب علم ان وظائف کے حصول کیلئے زیادہ توجہ اور محنت سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

۱۱:- اہل اور موزوں اساتذہ کے انتخاب کیلئے ضلعی سطح پر انتخابی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ جو انٹرویو اور تحریری امتحان کے بعد اساتذہ کا انتخاب کرتی ہیں اور اس طرح تدریسی عمل کو بہتر اور زیادہ موثر بنایا جا رہا ہے۔

وزیر تعلیم اور یہ جو سوال کا جواب دیا گیا ہے میں بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس میں شک نہیں ہے کہ معیار تعلیم گر رہا ہے اور روز بروز گرنا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ممکنہ طور پر ہم نے اس کے تدارک کے لئے سرکوشش کی ہے یہ طریقہ کار بھی آپ کے سامنے ہے میں نے آپ کو پتہ کر بھی سنایا ہے میں اس ایوان کے سب اراکین سے استدعا کروں گا کہ اس سلسلے میں اپنی تجاویز دیں کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ جب تک اس معزز ایوان کے اراکین تعاون نہیں ہوگا تو اس وقت تک تعلیمی معیار جس کی ہم اُمید کرتے ہیں وہ قطعاً بلند نہیں ہوگا۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بہت اچھا جواب دیا ہے۔

اور اگر وزیر صاحب کے یہی خیالات رہے تو یقیناً مثبت نتائج حاصل ہوں گے میں اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے اسکولوں میں کورس کو دیکھیں جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے یہ کورس پہلے پانچ اور دس سال کے بعد تبدیل ہوتا تھا۔ اب ہر سال بعد کو میں تبدیل ہو جاتا ہے صرف اس لئے کہ جو ٹھیکیدار اور مباشر صاحبان ہیں ان کے ذاتی مفاد کے لئے یہ کیا جاتا ہے جس سے تعلیم کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اگر یہ فی الفور تبدیل نہ کئے جائیں تو تعلیم میں کافی بچت ہو سکتی ہے۔

دوسری بات امتحانوں کے متعلق ہے پہلے سال میں تین بار امتحان ہوا کرتا تھا۔ ابھی ششماہی اور نو ماہی امتحان ہوتا تھا۔ جب اسکولوں میں انسپکٹر صاحبان چیکنگ کے لئے جاتے ہیں تو راستے سے پھر کر واپس آجاتے ہیں اور اسکولوں کو صحیح طریقے سے چیک نہیں کرتے۔ اب جو دفتر بھی چیک کے لئے جاتے تو اس کے لئے فردری ہو علاقے کے ایم۔ بی۔ اے، چیئر مین کی تصدیق ہوتی پھر اس کو ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے دیا جائے ایسا نہیں کہ دفتر میں بیٹھ کر ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے بنا لیتے ہیں اور وہ دورے نہیں کرتے ہیں صحیح چیکنگ نہیں کرتے ہیں۔

ایک اور عرض کورس اور کتابوں کے متعلق ہے کورس اتنا بڑھا دیا ہے کہ ایک بچہ کتابوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہے۔ پہلی جماعت ہی سے انگریزی سائنس جغرافیہ وغیرہ وغیرہ پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ پہلے وقت میں مدل کے بعد شروع کئے جاتے تھے اور مدل کے بعد جیب لڑکے بڑے ہو جاتے تھے تو آسانی سے اس کا مطالعہ کر سکتے تھے۔ پھر ان کو اتنا وسیع کورس بھی دیا جاسکتا ہے اور وہ مطالعہ اور تیاری بھی کر سکتے ہیں اب تو نہ والدین کے بس میں ہے اور نہ بچوں کے بس میں ہے کورس اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ طلباء کورس نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ ہر شخص کے پاس ٹیویشن کے پیسے تو نہیں ہوتے اور نہ ہی فیس ہوتی ہے۔

وزیر تعلیم در جناب دالامین نے منتر ممبر کی تجاویز سنی ہیں نہایت قیمتی اور اعلیٰ ہیں میں ان کے گذارش کرتا ہوں کہ وہ تحریری طور پر لکھ کر بھیج دیں ہم یقیناً ان پر غور کریں گے۔ اور جتنا

قابل عمل ہوں گی ان پر عمل کیا جائے گا۔

۶۱۔ حاجی ملک محمد یوسف

(الف) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ کیا یہ درست ہے کہ دیہی علاقوں میں تعینات اساتذہ کو شہری علاقوں میں تعینات اساتذہ کے مقابل میں کم الاؤنس دیے جا رہے ہیں۔

(ب) اگر جزیرو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس امتیاز کی کیا وجوہات ہیں جب کم دیہی علاقوں میں اساتذہ کو زیادہ سہولتیں ملنی چاہئیں تاکہ وہ دو دراز علاقوں میں جا کر اپنی خدمات مزاجم دے سکیں۔

وزیر تعلیم

(الف) یہ درست ہے کہ دیہی علاقوں میں تعینات اساتذہ کو شہری علاقوں میں تعینات اساتذہ کے مقابلے میں نسبتاً کم الاؤنس دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) کوئٹہ شہر میں سواری الاؤنس مختلف شرح سے دیا جا رہا ہے۔ جبکہ یہ سہولت کوئٹہ کے باہر علاقوں میں نہیں ہے۔ اسی طرح کراچی مکان الاؤنس کوئٹہ شہر میں ۴۵ فی صد ہے جبکہ بیرونی علاقوں میں یہ الاؤنس ۲۰ فیصد ہے۔

اسی طرح بیرونی علاقوں میں چند ایسے الاؤنسز ہیں جو کوئٹہ شہر میں لاگو نہیں ہیں۔ مثلاً کمپنیشنری (COMPENSATORY) الاؤنس کی شرح فیصد سے لے کر ۸۰ فیصد تک ہے۔ مگر ان ڈویژن میں اساتذہ کو ۴۰ فیصد الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جبکہ مری بگن اور کوہاٹ میں ۸۰ فیصد الاؤنسز ہیں دیگر علاقوں میں ماسوائے سبی اور لورالائی یہ الاؤنسز ۲۰ فیصد ہے۔

یہ الاؤنسز حکومت (بتوسط محکمہ مالیات) سہکائی اور دیگر سہولیات و مسائل سے پیشتر نظر مقرر کرتی ہے۔ حکومت دیہی علاقوں میں اسکولوں اور اساتذہ کی حالت بہتر بنانے کے لئے

مرحلہ وار ترقی پر وگرام پر کاربند ہے۔ کیونکہ ای الاؤنسز کا تعلق صوبائی حکومت سے دیگر شعبوں کے ملازمین سے بھی ہے اسی لئے الاؤنسز کی شرح محکمہ مالیات تمام فوائد و ضوابط سامنے رکھ کر کرتا ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا آپ نے سوال کا تو صحیح جواب دیا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں استاد نہیں جاتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو شہر میں زیادہ الاؤنس ملتے ہیں اور وہ ٹیوشن پڑھاتے ہیں اور درجات کے نسبت مزید انعام دیا جاتا ہے جب دیہات کے اساتذہ کو مراعات اور الاؤنس نہیں دیں گے تو وہ دیہات میں نہیں جائیں گے۔ اور دیہات کے طلباء اور طالبات استاد صاحبان سے محروم ہو جائیں گے۔ آج کل ہر استاد یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ شہر میں رہے اور وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے شہر میں رہتے ہیں۔ اور باہر نہیں جاتے۔ آپ اس فرق کو مٹادیں جو الاؤنس شہر میں ملتے ہیں۔ آپ یہ مراعات تمام بلوچستان کے دیہاتوں کو دیں۔ شہر میں طازین کو منہکان الاؤنس دیئے جلتے ہیں۔ میں کہتا ہوں شہر کی نسبت دیہات میں زیادہ منہکانی ہے۔ ساری چیزیں ہی تو کوئٹہ شہر سے دیہاتوں میں جاتی ہیں ان پر ٹریڈ ہو جاتا ہے وہ چیزیں پھر دیہات میں اور منہکی ملتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ شہر کا اور دیہات کا جو الاؤنس ہے آپ اس فرق کو ختم کر دیں تاکہ استاد دیہاتوں میں آسانی سے جائیں۔

وزیر تعلیم۔ میری عرض ہے کہ یہ مسئلہ محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے ہمیں پتہ ہے کہ وہ اساتذہ باہر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے لئے سہولیات کم ہیں محکمہ اپنی طرف سے کوشش بھی کر رہا ہے کہ اساتذہ کو دیہات جانے کے لئے راغب کیا جائے۔ میری گزارش ہے ان تکالیف کو ختم کیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ اساتذہ کو باہر جانے کے لئے راضی کیا جائے اور مراعات رکھی جائیں۔ آپ اپنی تجاویز بھی دے دیں۔ ہم ان پر غور کریں گے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ شکریہ

✽ ۶۲۔ حاجی ملک محمد یوسف

(الف) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع پشین کے بہت سے نلباء ہر سال انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ لینے سے محروم رہ جاتے ہیں ؟

(ب) اگر جی ہاں (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع پشین کی تیزی سے بڑھی ہوئی آبادی کے پیش نظر ضلع پشین کیلئے انجینئرنگ کالجوں میں نشستوں کی تعداد بڑھانے پر غور کرے گی ؟

وزیر تعلیم

(الف) ضلع پشین کی کل آبادی ... ۹۷,۰۰۰ (تین لاکھ اسی ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے ان کا کوٹہ کل ۶ نشستیں ہوتی ہیں اور ہر سال ضلع پشین سے اثنیہ طلباء کراچی میرٹ پر آتے ہیں۔ ان کو انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ دیا جاتا ہے اور کوئی زائد نشستیں اس ضلع کیلئے نہیں جو کہ باقی ماندہ طلبہ کو دی جائیں۔

(ب) چونکہ موجودہ نشستیں ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کی بنیاد پر مقرر کی گئی ہیں اس لئے ہر سال کئی بڑھی ہوئی آبادی کے پیش نظر نشستوں کی تعداد بڑھانا فی الحال ممکن نہیں ہے۔

وزیر بلدیات :- جناب اسپیکر! یہ وضاحت فرمادیں کہ پشین کی جو آبادی بڑھی ہے وہ افغان مہاجرین کی وجہ سے اور نشستیں بڑھانے کے اختیارات محکمہ تعلیم کے پاس نہیں بلکہ اس کا تعلق کابینہ سے ہے۔

ملک محمد یوسف علی خاں: جناب اسپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ سڈ سارے بلوچستان کا ہے میری تجویز ہے کہ انجینئرنگ اور میڈیکل دونوں میں طلباء کے لئے نشستوں کی تعداد بڑھائی جائے اور اضلاع کی آبادی کے تناسب سے سیٹوں کا تعین کیا جائے۔ پہلے کے مقابلے میں آج لڑکے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اس لئے اس معزز ہاؤس کے توسط سے میری گورنر بلوچستان سے استدعا ہے کہ آبادی کے تناسب سے میڈیکل اور انجینئرنگ کی نشستیں تمام اضلاع میں بڑھائی جائیں۔

۶۳۔ حاجی ملک محمد یوسف

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ :-

کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر میں گدھا گاڑیوں اور ریڑھیوں کی تعداد براہمتی جا رہی ہے اور انہیں

سڑکوں اور چاروںوں پر کھڑے کرنے پر کوئی پابندی نہیں؟

کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں۔ غیر قانونی اسپید بریکر بنا لیتے ہیں۔ جس سے ٹریفک میں خلل پڑتا ہے؟

اگر جسزود (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہر میں گدھا گاڑیوں اور

ریڑھیوں پر پابندی عائد کرنے اور غیر قانونی اسپید بریکروں کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدام

کرے گی؟

وزیر بلدیات

کوئٹہ شہر میں لائسنس یافتہ گدھا گاڑیوں کی تعداد ۵۲۹ اور ہاکر ریڑھیوں کے تعداد ۵۵۴

ہے۔

گدھا گاڑیوں اور ریڑھیوں کو مندرجہ ذیل سڑکوں پر چلانے اور کھڑا کرنے پر پابندی ہے۔

۱۔ شارع لیاقت

۱۱۔ پرنس روڈ

۲۔ سورج منگج بازار

۱۳۔ شارع امتیاز

۳۔ مشین روڈ

۱۵۔ جناح روڈ

۱۶۔ لٹن روڈ

ان سڑکوں پر گدھا گاڑیاں / ریڑھیاں چلانے اور کھڑی کرنے پر ٹریفک لاز / میونسپل لاز

کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ کچھ علاقوں میں لوگوں نے اپنی مرضی سے غیر قانونی اسپید بریکر بنائے

ہیں جس سے ٹریفک میں خلل پڑتا ہے۔

گدھا گاڑیوں اور ہاکر ریڑھیوں کی تعداد کو کنٹرول کرنے کے لئے مزید لائسنس جاری نہیں ہے

کئے جا رہے ہیں۔ سٹیڈ میونسپل کارپوریشن نے غیر قانونی اسپید بریکر کی تعمیر کا

نیشن نیٹے ہونے حال ہی میں ان کو ختم کرنے کے لئے ایک قرارداد پاس کی ہے ان غیر

قانونی اسپید بریکروں کو ختم کرنے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔

ملک محمد یوسف ہمدانی وزیر موصوف نے اچھا جواب دیا صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ بلوچستان کا دار الحکومت ہے ہم سب کا فرض ہے کہ اس شہر کو خوب صورت بنائیں موجودہ گورنر صاحب رحیم الدین خان سابق گورنر، صدر صاحب اور موجودہ حکومت نے اس مقصد کے لئے فنڈز دیئے ہیں۔ ہمیں پتہ نہیں یہ فنڈز کہاں چلے جاتے ہیں۔ میئر صاحب یہ پیسے کہاں کہاں خرچ کرتے ہیں۔

بجانب والا! بازار میں گدھا گاڑیوں کی وجہ سے کوئی شریف آدمی یا کوئی موٹر کار نہیں گزر سکتے لوگوں نے سڑکوں پر دوکانیں بنائی ہیں۔ کم از کم متعلقہ قانون پر عملدرآمد تو کر سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ وازن کی پابندی کریں تاکہ کوئٹہ خوبصورت ہو سکے۔

وزیر بلدیات :- انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔

سرواڑ شہر علی :- میں گزارش کرتا ہوں کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد وزیر صاحب شہر میں لیاقت بازار، مشن روڈ، سورج گنج بازار اور شارع اقبال میں خود جا کر دیکھ لیں کہ کس قدر ریڑھیاں گدھا گاڑیوں ہوتی ہیں۔

وزیر بلدیات :- ہم معزز ممبر کو ساتھ لیں گے اور ٹریفک والوں کو بھی ساتھ لے کر معائنہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے۔

✽ ۶۴۔ حاجی ملک محمد یوسف

کیا وزیر بلدیات ازراہ کم یہ بیان فرمائیں گے کہ۔

ملک محمد یوسف ہمدانی وزیر موصوف نے اچھا جواب دیا صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ بلوچستان کا دار الحکومت ہے ہم سب کا فرض ہے کہ اس شہر کو خوب صورت بنائیں موجودہ گورنر صاحب رحیم الدین خان سابق گورنر، صدر صاحب اور موجودہ حکومت نے اس مقصد کے لئے فنڈز دیئے ہیں۔

ہیں پتہ نہیں یہ فنڈز کہاں چلے جاتے ہیں۔ میٹر صاحب یہ پیسے کہاں کہاں خرچ کرتے ہیں؟

جناب والا! بازار میں گدھا گاڑیوں کی وجہ سے کوئی شریف آدمی یا کوئی موٹر کار نہیں گزر سکتے لوگوں نے سڑکوں پر دوکانیں بنائی ہیں۔ کم از کم متعلقہ قانون پر عملدرآمد تو کر سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ تازن کی پابندی کریں تاکہ کوئٹہ خوبصورت ہو سکے۔

وزیر بلدیات :- انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ قازن کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔

سروا رتھار علی :- میں گزارش کرتا ہوں کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد وزیر صاحب شہر میں لیات بازار، مش روڈ، سورج گنج بازار اور شارع اقبال میں خود جا کر دیکھ لیں کہ کس قدر ریڑھیاں گدھا گاڑیوں ہوتی ہیں۔

وزیر بلدیات :- ہم معزز ممبر کو ساتھ لیں گے اور ٹریفک والوں کو بھی ساتھ لے کر معائنہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے۔

۶۲۴۔ حاجی ملک محمد یوسف

کیا وزیر بلدیات ازراہ کہہ یہ بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر کی گلی کو جوں میں مارکیٹوں بنانے کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے جس سے نزدیکی رہائشی بڈوں کو گلی کے آرام و سکون میں خلل پڑنے کا تقاضا خود ٹریفک کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں؟

(ب) اگر حسب ذیل جواب اثبات میں ہے تو کوئٹہ شہر کی گلی کو جوں میں مزید مارکیٹیں بنانے کا سلسلہ خراب بند کیا جائے اور اس کیلئے مناسب اقدامات کیئے جائیں۔

ٹرانسپورٹ

(الف) یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر میں یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ جگہ جگہ مارکیٹیں اور دکانیں تعمیر کی جائیں۔

(ب) اس صورت حال کا نوٹس لیتے ہوئے رہائشی علاقوں میں تجارتی مقاصد کیلئے تعمیرات کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔

ملک محمد یوسف جواب بڑھا اچھا ہے۔ لیکن میں ایک نذرین بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ شہر کی گلی گلی میں مارکیٹیں بنتی رہتی ہیں اس کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ درپیش ہے کہ لوگ دو در تین تین منزلہ مکان بنواتے ہیں اور اس سے پیشتر محلے والوں سے کوئی پیشگی اجازت نہیں لیتے۔ جناب والا! اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسا کرنے سے قبل اخباروں کے توسط سے نوٹس جاری کیے جائیں۔ اور یہ معلوم کیا جائے کہ آیا دو یا تین منزلہ مکان بننے سے محلہ داروں کو تکلیف کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ علاقہ کے باشندوں سے پیشگی رہنما مندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ جناب والا! اس سے پیشتر کوئٹہ میں دو تین منزلہ عمارتیں تعمیر نہیں ہوتی تھیں۔ یہ اشد ضروری ہے کہ ایسا قانون ہونا چاہیے تاکہ اس صورت میں سنگل مکان داروں کو تکلیف نہ پہنچے لہذا پہلے این او سی حاصل کیا جائے یعنی دو تین منزلہ مکان بنوانے والے کو اخبارات میں تو پہلے نوٹس دینا چاہیے کہ کس محلہ دار کو اعتراض تو نہیں۔ مارکیٹ بند کروانے کے لئے میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں۔

وزیر بلدیات :- چونکہ آجکل آبادی بڑھتی جا رہی ہے ہم دو تین منزلہ مکانات کی تعمیر پر قطعاً پابندی نہیں لگا سکتے۔ کیونکہ حالات کے پیش نظر ایسا کرنا نا انصافی ہوگی البتہ قانون میں ہے مکان کے تعمیر منظوری حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھا جائے کہ ہمسایوں کو کس قسم کی تکلیف تو نہیں ہوگی۔ تاہم مکان تعمیر نہ کرنے کی بات نا انصافی ہوگی۔ اس کی وضاحت میں پہلے کہ چکا ہوں۔

مسٹر گل زمان کاہی :- جناب اسپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ روڈ کی چوڑائی پر منحصر ہے اگر روڈ بڑا ہو تو دو یا تین منزلہ مکان بنایا جاسکتا ہے اور اگر روڈ چھوٹا ہے تو نہیں بنایا جاسکتا۔

ملک محمد یوسف پیر علی زئی

آپنے درست فرمایا۔ لیکن شہر چھوٹا ہے آپ کے پاس رقم ہے۔ آپ بیلی اور سراب کی جانب نیا شہر بسائیں تاکہ شہر تقسیم ہو جائے آپ کے پاس زمین بہت ہے۔ اگر شہر میں گنجائش نہیں ہے تو باہر شہر بنائیں۔

جناب والا! دو تین منزلہ مکانات پر ضرور پابندی ہو تاکہ لوگوں کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اگر تعمیر کرنی ہو تو وہاں کے لوگوں سے پہلے پوچھا جائے اور مکان بنانے والے بلوچوں سے منظوری حاصل کیے بغیر تعمیر شروع نہ کریں۔ جناب والا! ہمارے محلے کا قصہ ہے کہ کاکا محمد جان کے لڑکے شفق نے مکان بنوایا محمد والوں نے اعتراض کیا اور ہائی کورٹ میں اس کے خلاف رٹ دائر کر دی۔ ہائی کورٹ نے تعمیر بند کروادی کہ آپکے پہلے محلے والوں کو اعتماد میں لے کر کام شروع کریں

وزیر بلدیات :- ہماری کوشش ہوگی کہ محلے والوں اور ہمسایوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

- کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف اضلاع میں ہندو اقلیت مستقل طور پر آباد ہے اور ان کا پیشہ تجارت ہے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تجارت پیشہ افراد سے صوبہ میں اور صوبے سے باہر تجارتی سامان لانے پر چونگی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جس سے صوبہ کے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے؟
- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقم سے ہندو اقلیت کو بہبود کیلئے کسی بھی میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹیوں میں آج تک کوئی رقم مخصوص نہیں کی گئی؟
- (د) اگر جسر الف، ب، و (ج) کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا حکومت مذکورہ اداروں سے کسی قسم کی مالی امداد ہندو اقلیت کو دینے پر غور کریگی، کیونکہ بعض اوقات تاجر پیشہ۔

لوگوں کے تجارتی سامان حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں، نیز کیا حکومت اقلیتی تجارت پیشہ افراد کیلئے بہبود فنڈ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر بلدیات

- (الف) بہت حد تک درست ہے
- (ب) اس شخص سے چاہیے وہ اکثریت سے ہوں یا اقلیت سے اگر تجارتی سامان کسی ایسی لوکل کونسل کے حدود میں لاتا ہے جہاں چونگی نافذ ہے تو اس سے چونگی وصول کیجاتی ہے
- (ج) چونگی کی آمدنی کے حساب کتاب کو کسی خاص طبقہ کی بہبود جیسی ملاقات میں تقسیم نہیں کیا جاتا تاہم اقلیت کے مفادات کو دیکھنے کے لئے تقریباً ہر لوکل کونسل میں ان کی نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔
- (د) حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، کیونکہ یہ پاکستان کی شہریت جس کے قوانین سب کیلئے یکساں ہے کے اصولوں کے منافی ہے۔

مسٹر ارجن واس بگٹی (ضمنی سوال) وزیر بلدیات صاحب کے جواب میں تفصیل دیکھنے

کے بعد میری خواہش ہے کہ یہ دریافت کر دوں کہ اقلیت کے مفادات صرف دیکھنے کے لئے ہیں یا ان کے مسائل حل کرنے کے لئے بھی ہیں؟ لہذا میں یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اگر یہ حل کرنے کے لئے ہیں تو ہر لوکل کونسل میں اقلیتوں کے جبروں کو کس حد رقم فراہم کی گئی ہے۔

وزیر تعلیمات۔ لوکل کونسلوں میں اقلیتی ممبر کے لئے نشست مخصوص کی گئی ہے یہ ان کے ذائقے میں شامل ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے حلقے کے لوگوں کے مسائل اور تکالیف کیا ہیں اس کے پیش نظر وہ تجاویز دے سکتے ہیں جس طرح ہر لوکل کونسل کو مختص شدہ فنڈ میں حصہ دیا جاتا ہے۔ یقیناً اقلیت سے متعلق مسائل کو بھی دیکھا جائے گا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ ایک اکیلا آدمی اس قدر مسائل حل نہیں کر سکتا لیکن یونین اور لوکل کونسل کی سطح پر جہاں وہ اپنے لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے وہ ان کی تکالیف دور کر سکتا ہے اور ان کے حل کے لئے تجاویز دے سکتا ہے۔

مسٹر بشیر مسیح۔ (پرائیڈ آف آرڈر) جناب اسپیکر! ارجن داس صاحب نے تمام اقلیتوں کا ذکر کیا ہے لیکن میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہر ہندو، عیسائی اور پارسی کمیونٹی کے نمائندے تشریف رکھتے ہیں۔ لہذا وہ صرف اپنی کمیونٹی سے متعلق سوال کریں کہ تمام اقلیتوں کی بات کریں۔

انگلا سوال

مسٹر اسپیکر!

۱۸۶۔ ارجن داس بگٹی

- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں تعلیم کو فروغ دینے کیلئے مسجد سکول کھولے جا رہے ہیں تاکہ ناخواندگی پر قابو پایا جاسکے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں ایک کثیر آبادی اقلیت کی بھی ہے؟
- (ج) اگر جسر و دالغ (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اقلیت آبادی کے لئے مذہبی و دینی تعلیم کو عام کرنے کے سلسلہ میں مندر سکول کھولنے یا قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اقلیت کے بچوں کو بھی مذہبی تعلیم سے روشناس کرایا جاسکے؟

وزیر تعلیم

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیم اور خواندگی کے فروغ کے لیے مسجد سکول قائم کئے جا رہے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ صوبہ میں اقلیتوں کی ایک قابل ذکر آبادی موجود ہے۔

(ج) حکومت نے سکول کھولنے کا فی الحال کوئی منصوبہ نہیں تیار کیا ہے۔ اگر اقلیتی آبادی اپنی عبادت گاہوں میں ایسے سکول کھولے تو حکومت مناسب تعداد میں طلباء کی موجودگی کی صورت میں اساتذہ فراہم کرنے کیلئے تیار ہے۔ جو عام تعلیم و تدریس کے ذمہ دار ہونگے۔ مذہبی تعلیم اقلیتی آبادی کی متعلقہ عبادت گاہ کے مہتمم کی ذمہ داری ہوگی۔

مسٹر ارجمند اس گجٹی: (فرضی سوال) کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اگر اقلیتی

آبادی اپنی عبادت گاہوں میں اسکول کھولے تو اساتذہ کی تنخواہ دیگر حکومت کی طرف سے مقرر کی جائے گی۔

وزیر تعلیم: جس طرح مسجد اسکول کھولے جاتے ہیں اگر آپ بھی اپنے مندر میں طلباء کی تعداد

اس حد تک پہنچائیں جس حد تک اسکول کھولنے کی اجازت ہے تو پھر ہم آپ کو اساتذہ بھی دیں گے اور ان کی تنخواہیں بھی۔

مسٹر اسپیکر: آپ جام صاحب سوال نمبر ۱۰۴ کا جواب دیں گے۔

* ۱۰۴۔ حاجی سعید محمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) سیکرٹری محکمہ قانون کا نام کیا ہے۔ نیز وہ بحیثیت سیکرٹری محکمہ قانون کب سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ صوبہ سندھ کے ملازم ہیں

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی سیشن جج جو صوبہ بلوچستان میں خدمات سرانجام دے

رہے ہیں وہ سیکرٹری محکمہ قانون کی حیثیت سے کام کرنے کا اہلیت رکھتے ہیں۔

(د) بلوچستان میں کتنے سیشن جج صاحبان خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کے نام بتلائیں۔

(ه) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی عام طور پر یہ پالیسی ہے کہ جس شخص نے اپنی تین سال کی مدت تک

خدمات انجام دے دیئے ہوں تو اسے ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔

(د) اگر جز (ب) (ج) اور (ھ) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے

وزیر اعلیٰ

(الف) سیکرٹری محکمہ قانون کا نام مشرقیہ احمد حامدی ہے، آپ اس عہدے پر ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس وقت جو سیشن جج صوبہ میں کام کر رہے ہیں ان میں سے بعض سیکرٹری محکمہ قانون کی حیثیت سے کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

(د) اس وقت مندرجہ ذیل سیشن جج (گزیٹڈ ۲۰/۱۹) میں کام کر رہے ہیں۔

(۱) مشرقیہ اسلم (B-20) (۲) جاوید اقبال (B-19)

(۳) فضل الرحمان (B-19) (۴) ادیس جی مرتضیٰ (B-20) کنٹریکٹ پر ہیں ۱۳ مئی ۱۹۸۱ء

کو ختم ہو گا۔

(ھ) جی ہاں درست ہے کہ کسی ایک اساسی پر تین سال کی مدت عام طور پر تین سال ہوتی ہے لیکن اس سے زائد مدت تک رگاز پر کوئی پابندی نہیں تباد لے مفاد عامہ کے پیش نظر رکھ کر کئے جاتے ہیں۔

(و) حکومت بلوچستان نے تین سیشن جج کی خدمات حکومت سندھ سے مستعار تھیں۔ دو جج مٹان

واپس سندھ چلے گئے ہیں، اس وقت صرف ایک سندھ کے افسر اس صوبے میں کام کر رہے ہیں۔ یہ بطور مستعد محکمہ قانون احسن طریقے سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس لئے ابھی تک ان کو واپس سندھ بھیجنے کے بارے میں کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

حاجی عین محمد (ضمنی سوال) جناب والا! حکومت بلوچستان انہیں واپس بھیجنے کا ارادہ

بھی رکھتی ہے یا نہیں۔ ؟

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! کبھی کوئی افسر خود جانا چاہتا ہے کبھی اسے حکومت بھیجتی ہے۔

سوار ثمار علی :- جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کسی افسر کی تعیناتی ہو اور اس کی مدت ملازمت ختم ہو جائے تو کیا حکومت ان کی ملازمت میں توسیع کر سکتی ہے۔

وزیر اعلیٰ :- حکومت کے پاس اختیارات ہیں۔ اس میں توسیع کر سکتی ہے، لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب افسر کی کارکردگی اچھی ہو اور حکومت کو اس کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ اس طریقہ کار پر عمل کیا جاتا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی اعلان پڑھ کر سنائیں گے

اعظم سعید خان
اراکین اسمبلی کی رخصت

سیکرٹری اسمبلی
نامرعلی بلوچ کی چھٹی کی درخواست موصول ہوئی ہے میں ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء کو گاڑی خراب ہونے کے باعث تاخیر سے پہنچا تھا۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ لہذا گزارش ہے کہ ۲۹ مئی کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر :- اب مسٹر سید گنجی صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ صدر پاکستان اور متعلقہ حکام نے فرمایا ہے کہ اسمبلیاں خود مختار ہیں اور کسی کے تابع نہیں ہیں لیکن سول حکومتوں کی موجودگی میں مارشل لا کے جاری رکھنے سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس لئے یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ملک سے فوری طور پر مارشل لا اٹھانے کے سلسلہ میں ایوان کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔ اور فوری طور پر ملک سے مارشل لا اٹھایا جائے۔ لہذا اس سلسلہ میں ایوان کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔

مدرسہ اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ:-

درجیسا کہ صدر پاکستان اور متعلقہ حکام نے فرمایا ہے کہ اسمبلیاں خود مختار ہیں اور کسی کے تابع نہیں ہیں۔ لیکن سول حکومتوں کی موجودگی میں مارشل لا کے جاری رکھنے سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ملک سے فوری طور پر مارشل لا اٹھانے کے سلسلہ میں ایوان کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔ اور فوری طور پر ملک سے مارشل لا اٹھایا جائے۔ لہذا اس سلسلہ میں ایوان کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔

وزیر اعلیٰ

(پروٹنٹ آف آرڈر) جناب والا! معزز رکن نے جو تحریک پیش کی ہے وہ

روز آف بزنس کے مطابق نہیں ہے۔ اور جیسا کہ رولز نمبر ۵۰ (۲) میں مذکور ہے اس کا حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی خاص معاملے سے متعلق ہو۔ چونکہ یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل نہیں ہے اور مارشل لا ساڑھے سات آٹھ سال سے جاری ہے نیز یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ تحریک خلاف ضابطہ ہے۔

جناب والا! میں جناب کی توجہ ان تمام قاعدوں کی طرف مبذول کرنے کے بعد درخواست

کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیں۔

مسٹر سلیم اکبر بگٹی :- جناب والا! ہم نے صرف مطالبہ کیا ہے۔ نہ مارشل لا دم فوری طور پر اٹھا سکتے ہیں اور نہ آپ۔ میرے خیال میں دو تہائی کی گنجائش بھی ہے۔ اگر اکثریت اعتراض نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ جام صاحب مارشل لا اٹھانے کے حق میں ہیں یا نہیں؟

وزیر اعلیٰ :- یہ الگ سوال ہے۔

مسٹر اسپیکر :- میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ اسپیکر کو مخاطب کر کے بات کریں۔ اب میں اس پر اپنا فیصلہ سناتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر :- میں نے تمام باتیں سن لی ہیں

مارشل لا اٹھانے کا معاملہ بنیادی طور پر قومی سطح کا ہے اور اس سلسلہ میں قومی اسمبلی

ہی کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ پہلے ہی قومی اسمبلی میں زیر بحث آچکا ہے اور اس سلسلہ میں ایک کھینچ بھی تشکیل پا چکی ہے جو جلد ہی اپنی رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش کر دیگی اور جو بھی فیصلہ ہوا وہ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ تاہم میں آپ کو توجہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۵ کی طرف مبذول کرتا ہوں جس کے تحت مسئلہ استحقاق حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی خاص معاملہ سے متعلق ہونا چاہیے اور اسمبلی کی مداخلت کا متقاضی ہو جبکہ مارشل لا کو لگے ہوئے تقریباً آٹھ سال کا عرصہ ہونے والا ہے۔ لہذا یہ کوئی مسئلہ استحقاق نہیں بنا اور میں اسے مسترد کرتا ہوں۔

سردار یعقوب خان ناصر :- جناب والا! پریس والے پریس گیری سے رپورٹنگ مکمل نہیں کر سکتے

وہاں آواز نہیں جاتی ہے۔ اور وہ رپورٹنگ صحیح نہیں کر سکتے، آپ ساؤنڈ سسٹم ٹھیک کر دیں

تاکہ وہ صحیح کارروائی لکھ سکیں۔

مسٹر اسپیکر :- اس سلسلے میں پریس کیلبر می والوں نے پہلے بھی شکایت کی ہے اس کا انتظام کیا جائے گا اور ساؤنڈ سسٹم ٹھیک کیا جائے گا

ملک محمد یوسف اچکزئی :- اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ مسئلہ استحقاق کا ہے۔ کل جو اسمبلی کی کارروائی ہوئی ہے اس کی رپورٹنگ اخبارات میں شائع نہیں ہوئی ہے اور ہم آپ کے توسط سے اخبارات سے یہ کہتے ہیں کہ ہم فولڈر چھپوانے کے خواہشمند نہیں ہیں ہم پبلک کے نمائندے ہیں یہ جو خبریں چھاپتے ہیں ان میں اسمبلی کی کارروائی کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں جبکہ وہ قتل چوری اور ڈاکے کی خبریں نمایاں طور پر دیتے ہیں۔ اگر آپ آج کا جنگ اخبار پڑھیں ہیں اسمبلی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ کل نامر صاحب ظریف خان اور دیگر ممبران نے تقاریر کی ہیں ان کا نام تک نہیں آیا ہے اور جس مد پر سوالات کئے گئے ان کی تفصیل بھی نہیں دی گئی۔

میں جناب کے توسط سے وزیر اطلاعات و نشریات سے گزارش کروں گا کہ یہ پریس والے ان کے محکمے کے آدمی ہیں وہ ان کو بلائیں اسمبلی کی صحیح رپورٹنگ کرنے کی ہدایت کریں اس کے علاوہ ایک انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ ہے وہ وہاں سے آدمی منگوائیں جو اسمبلی کی کارروائی یاد کر کے اخبارات والوں کو دیں۔ تاکہ کس قسم کا رد و بدل نہ ہو اور صحیح معنوں میں رپورٹنگ ہو۔

میر عبد الباقی جمالی - جناب اسپیکر! جیسے ہمارے معزز ممبر جناب یعقوب نامر صاحب نے کہا وزیر اطلاعات کہ وہاں ان کو آواز نہیں پہنچتی ہے شاید مشرق کے نمائندے تک بات نہیں پہنچی ہوگی۔

میر ہمایوں مری - جناب اسپیکر! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں ہے اگر میں صحیح نہ کہہ سکتا تو مجھے آپ ٹوک دیں۔ پارلیمنٹ میں اصول کے مطابق کارروائی ہوتی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پارلیمنٹ کو ایک ادارے کا نام دے سکتے ہیں شعبہ کا نام دے

سکتے ہیں ہم مھکوں کے نام لے سکتے ہیں مگر اشارے سے یہاں پرسنل ریکارڈس نہیں ہونے چاہئیں۔
 ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل و دماغ اور ذہن کو محدود نہ رکھیں۔ اور وسعت دیں۔ آپ لو کالیئرز
 نہ ہوں اگر آپ لو کالیئرز ہو گئے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کیا ہو گا؟ جہاں تک اخباروں
 میں بھی آیا ہے کہ یہ اخبار والے چھوٹی باتوں کو بڑی بات بناتے ہیں جیسے یوسف صاحب نے فرمایا ہے
 کہ اخبار والے سنسی خیز خبروں کو تو بڑی بڑی سرخیوں سے چھاپتے ہیں۔ کیا میں اس کی دہر
 پوچھ سکتا ہوں وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔

وزیر اطلاعات :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! نیشنل اسمبلی میں اسپیکر

نے اس بارے میں رولنگ دی ہے کہ اخبار والے آزاد ہیں جو وہ چھاپنا چاہیں چھاپیں ہماری
 ان پر کوئی پابندی نہیں ہے

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے

ممبران اچھے ذہن کے مالک ہیں بہت فراست رکھتے ہیں۔ اسمبلی میں جو تحریک استحقاق پیش
 کی جاتی ہے۔ وہ اسمبلی کے طریق کار کے مطابق ہوتی ہے اور اس کے سختی میں دلائل دیئے
 جاتے ہیں تاکہ وہ منظور ہو سکے وہ متعلقہ قاعدے کے مطابق ہو۔ جہاں تک استحقاق کے
 مجرد ہونے کا تعلق ہے اس پر کوئی پابندی تو نہیں ہے اخبار والے کوئی خبر چھاپیں یا
 نہ چھاپیں۔ البتہ ان کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو صحیح جگہ دیں۔ مجھے اپنے
 پریس پر اعتماد ہے اور گھبر کو پریس پر اعتماد ہونا چاہیے۔ مجھے یہ احساس بھی ہے کہ بلوچستان
 کے پریس نے بہت خدمات انجام دی ہیں۔ اور خاص خیال رکھا ہے۔ امید ہے آئندہ بھی
 خاص خیال رکھے گا۔

ملک محمد یوسف پیر علی زئی :- جناب اسپیکر :- اس سلسلے میں میں نے یہ عرض کیا ہے

کہ پریس پر کوئی پابندی نہیں ہے یہی مسئلہ استحقاق ہے قومی اسمبلی میں بھی پیش ہوا ہے۔ وہاں
 اسپیکر صاحب نے رولنگ دی ہے کہ اخبارات صحیح خبریں دیں اور صحیح رپورٹنگ کریں۔ اگر

اخبارات کی ہمارے ساتھ یہی کوآپریشن ہے تو یہ غلط ہے۔ اگر وہ کوآپریشن نہیں کرتے ہیں۔
 تو ہمارا ایک محکمہ اطلاعات ہے وہ اپنے آدی یہاں لاکر بٹھائے جو رپورٹ بنا کر اخبار والوں
 کو دے۔ اگر پریس میں ان پبلک نمائندوں کا ذکر نہ ہو تو اخبارات بے معنی ہیں۔ ہم یہاں
 صرف لٹھنے بیٹھنے کے لئے نہیں آئے ہم اپنے ٹی وی والوں کو بھی بتادینا چاہتے ہیں کہ وہ اس
 بلوچستان اسمبلی کی کارروائی کو نمایاں جگہ دیں۔ ارکان اسمبلی نے جو تجاویز دی ہیں وہ
 علوم کو بتائیں تاکہ وہ عوام کے سامنے آئیں۔ جناب اسپیکر صاحب جیسا کہ آپ دیکھا ہے کل سے
 ٹی وی والے بھی نظر نہیں آ رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹی وی والے پریس والے
 ہمارے ساتھ کوآپریشن نہیں کرتے ہیں۔ اگر آپ آج کے اخبار جنگ اور مشرق کو پڑھیں تو ان
 کا سب سے پہلے خبر ہے کسٹم کا کامیاب چھاپہ۔ ڈکیتی کی واردات۔ قتل۔ لیکن وہ اس معزز اسمبلی
 کی کارروائی شائع نہیں کرتے ہیں۔ ہم ان کو آپ کے توسط بتادینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان
 میں رہتے ہوئے بلوچستان کی نمائندگی کی ترجمانی کریں۔ اور صحیح رپورٹنگ کریں۔ اور وہ یہ نہیں
 کریں گے تو ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ان کے اخبارات کا بائیکاٹ کریں جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا
 ہمیں اپنی تعریف اور فوٹو کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم پبلک کے نمائندے ہیں اس لئے اسپیکر
 صاحب سے یہ عرض کریں گے آپ ان اخبارات کو پابند کریں یا آپ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کو پابند
 کریں کہ وہ رپورٹ بنائے پھر وہ اخبار میں چھپوئے۔ ٹی وی والوں کو بھی پابند کریں کہ وہ ٹی
 وی میں مکمل خبریں دیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو کہ ہم لوگوں نے کیا کیا ہے ایک تحریک استحقاق
 سلیم بگٹ صاحب نے پیش کی ہے وہ اخبارات اور ٹی وی میں ہونی چاہیے کہ اسمبلی میں کیا ہوا
 معزز رکن نے کیا کہا۔ حکومت نے کیا جواب دیا۔ اس لئے ہم آپ کے توسط سے اخبار جنگ
 اور مشرق سے گزارش کریں گے کہ بلوچستان میں رہتے ہوئے اس کی تک جلالی کو در (تخیں و آوزی)
 آپ اشہارات حاصل کرنے کے لئے تو لڑتے ہیں۔ جب عوامی خبروں کی بات آتی ہے تو آپ نہیں

دیتے ہیں۔ آپ بنگلہ دیش میں ویکیں جب وہاں طوفان آیا تو بی بی سی کا نمائندہ کہاں پہنچا وہ سمندر تک پہنچا۔ اراک ٹیلی وہاں گیا اور خبریں حاصل کیں، جناب والا وہ خبروں کے پیچھے پھرتے ہیں اور خبریں تلاش کرتے ہیں۔ لیکن آپ دیکھیں! کتنے افسوس کی بات ہے! کہ ہمارے اخبارات والے اس ایوان کو کون اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ میرا فوٹو شائع کریں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کریں۔

وزیر اطلاعات: جناب اسپیکر! مجھے اس بارے میں عرض کرنا ہے کہ میں معزز ممبران کی شکایت اخبار والوں تک پہنچاؤں گا اور ان سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

میر ہمایوں خان مری: جناب والا! جیسا کہ میرے بھائی اخبار والوں کے بارے میں فرما رہے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح کہہ رہے تھے اب ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہم اخبار والوں کو دسترخوان پر جمع کریں اور اپنی ایڈورٹائزمنٹ لیں۔ دوسری بات نمک حلالی کے متعلق ہے تو وہ تاریخ بتاتی ہے کہ کون نمک حلال ہے۔

مسٹر اسپیکر: ملک صاحب نے جو تحریک استحقاق پریس کی ہے میری خواہش ہے کہ پریس والے ہماری اسمبلی کی کارروائی پوری طرح اپنے افساروں میں ہائی لائٹ کے طور پر شائع کریں، اس لئے کہ یہ عوام کے نمائندوں کے استحقاق کا معاملہ ہے اگرچہ یہ اسمبلی سے باہر کا معاملہ ہے تاہم میری درخواست ہے کہ وہ ہماری مدد کریں۔ میں جلد ہی ایک پریس کمیٹی بناؤں گا جس میں اسمبلی کے ممبران اور پریس والے حضرات ہوں گے جو باہمی مل جھوٹ کر جو بات بھی ہوگی اسے سلجھائیں گے۔

لہذا میں اس تحریک استحقاق کو مسترد کرتا ہوں۔

بلوچستان ترمیمی مالیاتی بل ۱۹۸۵ء کا پیش کیا جانا۔

مسٹر اسپیکر:- اب میان سید اللہ خان پراچہ وزیر خزانہ اپنا بل پیش کریں گے۔

میان سید اللہ خان پراچہ:- جناب اسپیکر! میں بلوچستان کا ترمیمی مالیاتی بل (فنانس

ایکٹ ۱۹۶۳ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں

مسٹر اسپیکر:- بل پیش ہوا

بجٹ پر عام بحث

مسٹر اسپیکر: اب بجٹ پر بڑے سال انیس سو چھاپسی و چھیا سی پر عام بحث ہوگی۔ کئی مترہ اراکین نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیا۔ خواہش کا اظہار کیا ہے۔ آج صرف سات معزز ممبران تقریر فرمائیں گے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ مہر نبی بخش خان کھوسہ، میر سلیم اکبر گنجی، میر عبدالکریم نوٹروالی پرنس بیچی جان، سردار احمد شاہ کھتران، مسٹر اقبال احمد کھوسہ۔ اور ملک محمد یوسف۔ لہذا میں میر نبی بخش خان کھوسہ سے کہوں گا کہ وہ بجٹ پر بحث کا آغاز کریں۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:- جناب اسپیکر! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر اپنی تقریر کا آغاز کروں، میں اس معزز ایوان کی قدر و منزلت یاد دلانا چاہتا ہوں، جناب والا! ہمیں باقاعدہ بتایا گیا تھا آپ اشٹی لاکھ کی اپنی اسکیمیں پیش کریں تاکہ انہیں اگلے سال میں شامل کیا جاسکے۔ جناب والا! ہم نے اپنے اپنے لوگوں سے مشورہ کیا۔۔۔

مسٹر اسپیکر:- میر صاحب آپ کا فذ سے نہیں پڑھ سکتے یہ قواعد کے خلاف ہے۔ ہاں البتہ آپ نوٹس ضرور دیکھ سکتے ہیں، اس کی اجازت ہے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ۔ جناب عالی بجٹ پڑھا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب نے بھی اپنی تقریر

پڑھی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ بجٹ پر عام بحث کے دوران وضاحت درکار ہوتی۔ جناب والا! اگر وہ ٹیڑھ گھنٹہ تقریر کے لئے لے سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں ہمیں بھی اجازت ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر! یہ ہمارا اپنا ملک ہے

ہمیں گندارش کروں گا کہ ہم یہ یہ پابندی نہ لگائیں پشاور میں جیسے انہوں نے کیا۔ لیکن ہم نیچے کر سکتے۔ جناب اسپیکر! ہم لوگوں کو کیا منہ دکھا سکتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ بجٹ تو پاس ہو جائے گا جیسا آپ چاہیں گے کم از کم ہمیں بولنے تو دیں ہم بھی اتنے نڈر تو نہیں ہوں گے۔ جی ہاں۔ اور حضور والا کر کے ہی بجٹ پاس ہو جائے گا مجھ ہم کی مخالفت کریں گے (تالیاں) میری گندارش ہے کہ صرف اتنی اجازت دیں۔ تاکہ کچھ تو بولیں سہی۔ جناب والا! یورپ کی بات کی جاتی ہے وہاں تو بادشاہ کو بھی باہر نکالا جاتا ہے وہ بھی تنقید سے بالا تو نہیں۔ اگر آپ یہاں ایسی سختی کریں گے تو میرے خیال میں اچھا نہیں ہوگا۔ جناب والا ہمیں بولنا چاہیے۔

منسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! میری تجویز ہے کہ ہیں رولز آف بزنس کے مطابق چلنا چاہیے۔ اگر پڑھنے کی اجازت دیدی گئی تو یہ آئندہ کے لئے روایت بن جائے گی۔ ہاں کنٹینشن اور ریلیکیشن کی بات اور ہے مگر طریقہ کار کو اپنایا جائے تو بہتر ہوگا۔

منسٹر اسپیکر: آپ اعداد و شمار اپنے پاس رکھیں۔ جہاں ضرورت ہو پڑھ لیں۔ یہ درست ہے کہ اس طرح ایک رسم چل جائے گی۔

میر نبی بخش خان کھوسہ: جناب اسپیکر! پورے صوبے کا بجٹ ہے۔ تمام سال کی منسوبہ بندی کی گئی ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ کہاں کام ہوا ہے کہاں نہیں ہوا ہم اس پر روشنی ڈالیں

گے۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ لکھا جاتا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- اس ہونزا ایوان کے ممبران نے رولز آف بندنس پاس کیا ہے اور خود اپنے آپ پر یہ پابندی عائد کی ہے، بیشک آپ تقریر شروع کریں۔ جہاں اعداد و شمار کا ذکر ہو تو ہم آپ کو اس قدر رعایت دے سکتے ہیں کہ وہ پڑھ لیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ زبانی تقریر کریں

میر نبی بخش خان کھوسہ :- زبانی طور پر عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب والا!

فنانس منسٹر صاحب اور پرنسپل صاحب نے میٹنگ بلانی تھیجے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ ہم نے اپنے علاقے میں لوگوں سے مشورہ کیا کہ بھائی ڈیگر سیاسی بنیاد پر ہم منتخب ہو کر آئے ہیں ہم سے اسکیموں کا پوچھا گیا ہے ہم نے تحریری طور پر منسٹر صاحب کے سیکرٹری کو تفصیل دیدی۔ یہاں ہمیں نوش کرنے کی خاطر نام تو ہے لیکن پیسے کا ذکر نہیں۔

جناب والا! میں ذاتیات کو درمیان میں لائے بغیر کہتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی میں نصیر آباد کی چار نشستیں ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تین حلقوں میں کوئی کام نہیں ہوا۔ ہمیں روڈز، ہسپتالوں اسکولوں کی ضرورت ہے پینے کے پانی کی ضرورت ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو دعوت دی تھی وہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے وہاں کا پانی چکھا تھا میں سمجھتا ہوں کہ غرارہ کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب کی زبان جل گئی ہوگی یہ سب سیم و تھور کی وجہ سے ہے ہمارا علاقہ سیم زدہ ہے۔

جناب اسپیکر! میری گزارش ہے کہ آبادی کی بنیاد پر پیسہ دیا جائے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ صرف ذاتی مفاد کے لئے ممبران تجا دیز دی بلکہ عوامی مفاد کی تجا دیز بنانی چاہئیں۔

جناب والا! جس حلقے سے میرا تعلق ہے وہاں زیادہ تر بجلی نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں دو فیصد بھی نہیں جبکہ دوسرے حلقے میں ستر (70) یا اسی فیصد بجلی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ رشوت چل رہی ہے، بیس پچیس ہزار فی گاؤں کے لئے رشوت طلب کرتے ہیں۔ وہاں افسروں کے

خلاف رشوت ستانی کے کیسز چل رہے ہیں، کہتے ہوئے دل دکھتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ محکموں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب تو ہمیں محکموں کے نام بھی نہیں آتے اسی وجہ سے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔

جناب اسپیکر! بجٹ پیش کرنے سے قبل ہمیں کس مصلحت پر پہنچا جائیے؟ پچپن کروڑ روپے خرچ ہو چکے اور باقی پینتیس کروڑ میں سے ہمیں صرف اسی لاکھ ملا ہے اور وہ بھی صرف خاموش کرنے کے لئے۔ جناب والا! اس کے باوجود آپ ہمیں پڑھنے نہیں چھوڑتے تاکہ ہم تفصیل بتائیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں یہ بجٹ کی کتنی بڑی کتاب ہے ہم نے ہر مہر میں دیکھا ہے کہ کتنا خرچ ہوا۔ فلاں مد میں یہ کام ہوا۔ دس لاکھ خرچ ہوئے یا دس کروڑ خرچ ہوئے لیکن دراصل کام دس روپے کا بھی نہیں۔ اس لئے کہ میرے علم میں ایسے علاقے بھی ہیں۔ میں تفصیل وار اور مکمل طور پر لکھ کر لایا ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ بے شک آپ نوٹ پڑھ سکتے ہیں۔

میر نبی بخش خان کھوسو۔ اس کے لئے ہم بھی تو نہیں چھوڑتے۔

سردار محمد یعقوب خان ناصر۔ جناب اسپیکر! میرے خیال میں رولز آف بزنس کے مطابق کاغذ سے پڑھ سکتے ہیں۔ غالباً اس کی اجازت ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ ایسی بات نہیں۔

میر نبی بخش خان کھوسو۔ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ ہم تو انگریزی نہیں پڑھ سکتے ہوئے محکموں کے نام لے بیٹھے ہوئے ہیں و بتلا سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ رول نمبر ۱۹۱ کے تحت نہیں پڑھ سکتے تاہم فنانس منسٹر صاحب کو اجازت ہوئی ہے کہ وہ اپنا پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔۔۔ ہم آپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ بے شک آپ تقریر کریں اور لکھے ہوئے اعداد و شمار کے نوٹ پڑھ سکتے ہیں۔

میر نبی بخش خان کھوسہ۔ جناب والا! ہم اس کا خلاصہ اٹھا کر لائیں گے۔ ویسے بھی تو چار پانچ دن تک بجٹ پر بحث جلدی رہے گی۔ کل تیاری کر کے آئیں گے۔ ورنہ جناب والا! اس بجٹ کو بھی گل کی طرح پاس کر لیں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ درست ہے۔ تین دن بجٹ کے لئے ہیں۔ ہم کل آپ کو موقع دیں گے۔

مسٹر سلیم اکبر بگٹی۔ جناب والا! ہمیں وفاق حکومت سے سوئی گیس کے چار اعشاریہ بارہ بلین ملے ہیں اس کے برعکس بلوچستان سے وفاق کو رائلٹی سے تقریباً ۵۰ پانچ ارب روپے ملے ہیں۔ اس کے علاوہ بلوچستان کے ساحل سے جو جھینگے ایکسپورٹ کرتے ہیں اس سے تقریباً ایک ارب فارن ایکسچینج ملے ہیں۔ ماربل بیراٹ اور گرڈائٹ ایکسپورٹ ہوتا ہے اس سے بھی کچھ نہیں ملتا پاکستان کی معیشت کو بلوچستان نے کافی کنڈھا دیا ہے جبکہ وفاق نے کہا ہے کہ ہم بلوچستان کو کافی کچھ دے رہے ہیں حالانکہ جو کچھ وہ دے رہے ہیں وہ ہمارے بلوچستان کی اپنی دولت سے بہت چھوٹا سا حصہ ہے اور ہمارے وزراء صاحبان حکومت کی تالیف کرتے ہیں۔ کہ یہ بڑی مہربانی ہے وفاق کی۔ یہ اس سازش میں وہ بلوچستان کے قوم کے خلاف شامل ہیں۔ شکر یہ۔

مسٹر عبدالنبی جمالی
وزیر اطلاعات۔ جناب والا! یہ پرسن ریمارکس ہیں۔

مسٹر سلیم اکبر بگٹی
TRUTH IS BITTER (آپس میں باتیں)

مسٹر اسپیکر۔

۶۷

میرزا جان آپس میں باتیں نہ کریں۔ کیا آپ نے اپنی تو تیر ختم کر لی ہے۔

مسٹر سلیم اکبر بگٹی۔ جی ہاں۔

مسٹر اسپیکر! میر عبدالکریم نوشیروانی

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی۔ جناب والا! ۱۹۸۶ - ۸۵

کا بجٹ جو وزیر مالیات نے بنایا ہے اس کے لئے ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں انہوں نے قوم کو مد نظر رکھ کر ۸۶ - ۸۵ کا بجٹ بنایا ہے۔ جناب والا! اس سے پیشتر بلوچستان کا بجٹ دس سال پہلے سات کوڑ روپے کا ہوتا تھا اب یہ بجٹ بڑھ کر چار ارب انٹھی کوڑ روپے پر مشتمل ہے۔ لغتان سے لے کر ہب تک ہب چونک سے ٹیکر مکران تک میرے خیال میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو اس بجٹ کی اسکیم میں شامل نہ ہو۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ تنقید سے مسائل حل نہیں ہوتے، عوام نے ہمیں یہاں اس لئے نہیں بھیجا کہ ہم یہاں ایک دوسرے پر کچھڑا چھالیں اور تنقید کریں بلکہ ہم ان کے مسائل حل کریں۔ ان کی خدمت کریں اور اس بجٹ کو عوام کی بہبود کے لئے صحیح طور پر خرچ کریں۔

جناب والا! یہ بجٹ جو وزیر مالیات نے بنایا ہے ہمارے نزدیک اس بجٹ کے مقابلے

کوئی اور بجٹ نہیں ہے۔ میں اس بجٹ کی تائید کرتا ہوں۔ میرے دوست جھونپڑیوں سے لے کر ایلاؤں تک سب اس بجٹ کی خوشی میں شامل ہیں۔ (تالیاں)

جناب والا! ایجوکیشن، زراعت، سی اینڈ ڈیلو، ڈیپارٹمنٹ اور ایریگیشن تمام محکموں کو مساواتی طور پر تقسیم کیا۔ خاران اور ماشکیل جیسا پسماندہ علاقہ کو اس بجٹ میں پروجیکٹ ایریا قرار دیا۔ ڈیم کو انہوں نے پیسے دینے میرے ساتھیوں! مجھے اس بجٹ سے اتفاق ہے۔ میرا اس بجٹ پر اعتماد ہے، پورے پاکستان کو اس بجٹ پر اتفاق ہے۔ میرے دوستو اور ساتھیو دفاتی حکومت

اس وقت بلوچستان کو دیکھ رہی ہے کہ بلوچستان اسمبلی میں کیا ہو رہا ہے۔ آپ باہمی اتفاق سے کام کریں تاکہ دوسرے آپ سے کچھ سیکھیں۔ السلام علیکم

مٹا اسپیکر :- مٹریجھی جان اب بچٹ کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

پارلنٹیکھی جان :- جناب اسپیکر صاحب! میں جناب پراچہ صاحب کو جنہوں نے یہاں بچٹ پیش کیا ہے۔ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس بچٹ کو بہترین قرار دیتا ہوں۔ حالانکہ ہمارے ذرائع بہت کم ہیں جیسا کہ جمالی صاحب نے فرمایا ہے کہ چار ارب روپے تو کیا چار سو ارب روپے بھی ہوں تو وہ بلوچستان کے لئے کم ہیں جو رقم مرکزی حکومت کے پاس تھی، انہوں نے فراہم کر دی ہے اور انہوں نے ہمارے لئے کافی چیزیں رکھ دی ہیں۔ پھر بھی کافی چیزیں رہ بھی گئی ہیں۔ جس کے لئے ہمیں اگلے سال بھی موقع ملے گا جن کے لئے رقومات فراہم کی جائیں گی اس میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب کو بھی موقع فراہم نہیں کیا گیا کیونکہ بچٹ تیار کرنے میں تقریباً نو مہینے لگتے ہیں۔ ہمیں یہاں آئے ہوئے صرف دو مہینے ہوئے ہیں۔

جن چیزوں کی قیمتیں مرکزی حکومت نے بڑھائی ہیں میں آپ کی خدمت میں ان کے متعلق چند موضوعات پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے پٹرول کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان تو کیا ساری دنیا کا نظام اس پر چلتا ہے۔ اس کی وجہ سے لبوں کے کرائے بڑھیں گے اور رکشوں کے کرائے بھی بڑھیں گے۔ اس سے غریب عوام جن کے پاس اپنے ذرائع آمد و رفت نہیں ہیں ان کے لئے بہت مسائل پیدا ہوں گے اس سے ان کو بہت تکلیف کا سامنا ہو گا یہاں کے لوگ غریب ہیں۔ اس کے متعلق سوچا جائے۔

۲۔ دوسری بات ریلوے کے کرائے کے متعلق ہے ریلوے کا کرایہ تیس فی صد بڑھا دیا گیا ہے۔ اس پر نظر ثانی کی جائے۔ یہ چند چیزیں ہیں جن کا ذکر کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ پچھلے آٹھ سال میں جناب جنرل محمد فیاض الحق صاحب نے مارشل لا کے دوران اتنا کچھ کیا ہے وہ پچھلے بیستیس سال میں نہیں ہو سکا ہے۔ جنرل رحیم الدین صاحب بھی اس صوبے کے لئے بہت

کچھ کیا ہے۔ آپ دیکھیں اس سے پہلے کیا ہوتا تھا بلوچستان میں کئی جگہوں پر آرمی ایکشن کئے جاتے تھے۔ بلوچستان کو ایک بہت معمولی صوبہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا تھا ابھی تو اس کے لئے اربوں روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ ہم جنرل رحیم الدین خان نے بھی مشکور ہیں وہ اب اگرچہ یہاں نہیں ہیں انہوں نے بھی گرا نقدر خدمات سرانجام دی ہیں انہوں نے یہاں سے فوج کو ہٹایا اور ہمیں بھی اپنے بھائیوں کی طرح سمجھنے لگے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ نے مجھے وقت دیا میں جناب پیراچہ صاحب کو کہوں گا کہ وہ عوام کے مسائل حل کریں۔ اور میں اپنے چیف منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ عوام کے گھر گھر جائیں اور ان کے حالات معلوم کریں۔ جہاں ان کی پریشانیاں اور مسائل ہیں حل کریں ان کی مشکلات دور کریں آج ہم پینسٹھ لاکھ عوام کے منتخب رکنی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں عوام کے منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ہمیں عوام کی خدمت کرنے کے لئے آٹھ سال بعد یہ موقع ملا ہے اب اس صوبے کے لئے بہت کچھ کرنا ہے جس چیزوں کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں انہیں دور کیا جائے اور ڈیزل جس کی قیمت خاصکر بڑھ گئی ہے ان کو کم کیا جائے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سب مل کر بلوچستان کو گلاب کی طرح بنا دیں۔ شکر یہ۔

مسٹر اسپیکر :- اقبال احمد کھوسہ خطاب فرمائیں۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کو نہایت متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ترقی پسندانہ بجٹ ہے اور یہ صوبائی بجٹ جو بہت ہی متوازن بجٹ پیش کیا ہے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور جو معزز اراکین یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ آٹھ سال بعد عوامی ارکان کے ہوتے ہوئے یہ بجٹ تیار ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ بجٹ روپے اور پیسے کے

حساب کا نام نہیں ہے بلکہ ملک کی معاشی سیاسی سماجی اور معاشرتی زندگی کی راہ متعین کرتا رہے۔ اگرچہ میں مالیاتی امور میں اتنا زیادہ مہارت نہیں رکھتا لیکن عام آدمی کی طرح آنا ضرور ضرور سمجھتا ہوں کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں جو ۵۴، ۵۳ فی صد رقومات رکھی گئی ہیں اور ترقیاتی کاموں پر ۲۵، ۵۲ فیصد تک سنجیدگی سے اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ میں غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں زیادہ رقم رکھی گئی ہے ہمیں غیر ترقیاتی اخراجات کی مد کو کنٹرول کرنا

اور ترقیاتی مد میں اضافہ کرنا چاہیے۔ یہ ایوان مجھ سے اتفاق کرے گا کہ دنیا کے تمام ممالک میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب ساٹھ اور چالیس فیصد ہوتا ہے اور ترقی کی ضمانت بھی یہی ہے۔ جناب والا! زیر نظر بجٹ میں زراعت کی مد میں ایک سو چودہ ملین روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی مزید توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ کاریزیں خشک ہو رہی ہیں نہری پانی میں سیم ہو رہا ہے، لہذا اس پر زیادہ توجہ دی جائے۔

جناب اسپیکر! ایک اور بات یہ ہے کہ ہمارا صوبہ چھوٹی صنعتوں کے لئے ہمیشہ اہم رہا ہے اس کے ساتھ بڑی صنعتوں کی بھی کافی گنجائش ہے چھوٹی صنعتوں میں قالین بانی سنٹر بولان اور اوچھل کی ٹیکسٹائل ملیں ہیں اور ستونگ میں اون کا کارخانہ بھی بند ہو چکا ہے اور قالین بانی کانٹری بھی بند ہونے والا ہے جو بچے بھی اس میں کام کرتے ہیں انکو سو روپے وظیفہ ملتا ہے جو کہ نا کافی ہے۔ ہمیں ان صنعتوں کے مسائل پر توجہ دینی ہے

جناب اسپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں میں ایک بار چہر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر۔ اور کوئی صاحب جو تیار ہوں اس بجٹ کے متعلق تقریر کرنا چاہیں گے ؟

مسٹر ارجمند اس گٹھ۔ جناب اسپیکر صاحب وہ موز وزرا و صاحبان و موز زرا کہیں ایوان آداب

اس میں کوئی شک نہیں کہ ۸۶ - ۱۱۹۸۵ کے بجٹ میں بلوچستان کی ترقی و ارتقاء کے لئے کافی حد تک رقم غنق کی گئی ہے۔ جس پر میں جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان و جناب وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں مگر کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ اس رقم میں ہندو اقلیت کے لئے کتنے فیصد رقم غنق کی گئی ہے؟ تاکہ اس رقم کو ہندوؤں کی بیود کے لئے اور ان کے رہائش و معاشی و اقتصادی مسائل پر خرچ کیا جاسکے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو حقوق اور نعمتیں بخشی ہیں۔ اسلامی ریاست ان کے استحکام و تحفظ کی ضمانت فراہم کرتی ہے جو اسلامی ریاست میں انسانی بنیادی حقوق تمام باشندوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل و عقیدہ حاصل ہیں اور اسی نقطہ نظر سے تاریخ میں بھی ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کی غرض و غایت ہی یہی ہے کہ سب حقوق ہر انسان کے لئے اس کے معاشرے میں محفوظ اور مزاج ہوں۔

جناب اسپیکر! یہ بھی مقدمہ امر ہے کہ ہمیں ملک پاکستان میں تحفظ اور سلامتی حاصل ہے اور ہم نے اس ملک کی پاک مٹی سے جنم لیا ہے اور ہم پاک ملک و قوم کی بقا اور سلامتی کے لئے دُعا گو ہیں۔ میں یہ کہتے ہوئے فرمنا چاہتا ہوں کہ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں اور اس کے بعد ہندو و شکیہ۔

مشرقی مشرق
جناب اسپیکر صاحب! آج کا یہ اجلاس جانتا ہے کہ یہ بجٹ اس قوم کے لئے

اس صوبے کے لئے کتنا فوری ہے جس طرح میرے دیگر ممبران دوستوں نے فرمایا جن ممبروں اور وزراء نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے شک وہ قابل تریف ہے۔ انہوں نے جتنی محنت کی یقیناً قابل تریف ہے جناب والا! اس سے قبل اسمبلی نہیں تھی پھر بھی انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے

ان کو صرف دو مہینے ملے تھے انہوں نے دیکھا کہ ہمارے صوبے میں کس کے ساتھ نا انصافی نہ ہو جائے انہوں نے فوری طور پر ہماری میٹنگ بلوائی ہر علاقے اور ڈویژن کے ممبران صاحبان سے کہا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے لئے ایکٹیں بنائیں۔ تمام ممبروں نے نہیں بلکہ کافی نے بنائیں تاکہ وہ اپنے علاقے کی ترقی کروائیں۔

ہم جناب پراچہ صاحب اور پرنسپل صاحب کے شکر گزار ہیں کہ ہم نے جتنی اسکیمیں دیں انہوں نے اسے ڈی پی میں شامل کیں۔

جناب اسپیکر! اس بجٹ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا مرکزی بجٹ میں لگایا گیا ہو یا نہ لگایا گیا ہو لیکن یہ قابل تعریف بات ہے کہ ہمارے بجٹ میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ہم اس کے لئے پراچہ صاحب اور جام صاحب کے شکر گزار ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ انہوں نے صحت عامہ کے لئے بجٹ میں ایک اچھا کام کیا کہ ٹی بی ہسپتال کو جرنل ہسپتال میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ فروری تھا۔ صحت کے علاوہ دیگر شعبوں میں کافی رقم رکھی گئی ہے۔

تعلیم کے شعبہ میں کافی گنجائش رکھی ہے ایک خاص چیز انہوں نے کہا ہے وہ اساتذہ کو مراعات کی صورت میں ہے جو اساتذہ باہر دیہاتوں میں کام کرتے ہیں ان کو حکومت ایک ہزار روپے الاؤنس دے گی اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ وہ باہر جا کر خوشی سے کام کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک ہاؤسنگ اسکیم رکھی ہے یہ بھی قابل تعریف ہے۔ خاص طور پر غریبوں اور مزدوروں کے لئے بیچاس ایکڑ زمین مخصوص کی گئی ہے اس سلسلے میں ایک تجویز دوں گا کہ یہ زمین غریبوں اور مزدوروں کو مفت دی جائے تاکہ بلوچستان کی حکومت بجا طور پر دعویٰ کر سکے کہ ہم نے غریبوں اور مزدوروں کے لئے اچھا کام کیا ہے۔ شکر یہ۔

مس پرسنل گل آغاز جناب اسپیکر! میں جناب جام صاحب اور پراچہ صاحب کی اپنی

طرف سے اور بلوچستان کی خواتین کی طرف سے بے حد ممنون ہوں اور ان کا شکر یہ ادا کرتی ہوں۔ گزشتہ سات آٹھ سال کے دور میں ہم نے صوبائی کونسل کی ممبر کی حیثیت سے میٹنگز، اٹینڈ کی ہیں مگر اس مرتبہ منتخب ہونے کے بعد ہم سے پہلی مرتبہ

پوچھا گیا کہ ترقیاتی کاموں کے بارے میں آپ کی اسکیم ہے تو پیش کریں۔ لیکن دو مہینے کا عرصہ بہت مختصر ہے، جناب جام صاحب اور محترم پراچہ صاحب نے اسمبلی کے تمام ممبران کی میٹنگ بلانی جس میں سارے پینتالیس ممبران نے شرکت کی۔ انہوں نے سب حضرات سے اسکیمیں لیں ہم نے جو اسکیمیں لیں ہم نے جو اسکیمیں بنائی ان کو دیدیں اور مجھے امید ہے کہ انہوں نے شامل کی ہونگی مگر ساتھ ہی میں ایک گزارش ضرور کروں گی کہ جس طرح دیگر صوبوں میں خواتین کے لئے ریوٹ میں الگ حصہ رکھا جاتا ہے اس طرح مہربانی فرما کر بلوچستان میں بھی یہاں کی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے رقم رکھیں۔ تاکہ ہم یہاں کی خواتین کی بھلائی دیکھنے کا کام کر سکیں۔ لہذا میں امید کرتی ہوں کہ پراچہ صاحب ہماری اس جھوٹی طوسی درخواست پر فرور غور کریں گے اس لئے یہ درخواست ان کی خدمت میں کرتی ہوں۔

جناب اسپیکر! ہماری ٹیکسٹائل ملوں کا مسئلہ ہے بلوچستان میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ اور اس منوز اسمبلی کے سب ممبران میرے ساتھ مل کر یہ پلانٹ اٹھائیں گے کہ بلوچستان کی ٹیکسٹائل ملوں کو جلد از جلد دوبارہ کھولا جائے۔ جناب والا! بلوچستان میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان ترقی کرے۔ میں تجویز پیش کرتی ہوں کہ سیکرٹریٹ میں ایک بے روزگار سیل قائم کریں۔ اس لئے کہ سارے صوبے میں ایم اے اور بی اے نوجوان لوگ بیکار ہیں انہیں کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ میں سمجھتی ہوں بلوچستان کے منتخب نمائندے اپنے اپنے علاقوں سے بے روزگار نوجوانوں کی درخواستیں اس سیل تک پہنچائیں۔

جناب اسپیکر! اپنے رخشان ہاؤسنگ اسکیم تیار کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ غریبوں کی اسکیم ہے لیکن دراصل اسے غریبوں کے لئے نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ یہ اٹھارہ روپے فی فٹ پر دی جا رہی ہے۔ دوسری بات عرض کروں کہ یہ اسکیم کوئٹہ شہر سے کافی دور ہے لہذا میں جام

صاحب اور اسپیکر صاحب سے گزارش کروں گی کہ ہماری یہ تجویز حکومت تک پہنچائیں۔ ہم چاہتے ہیں اس میں مزدور بھی اپنے گھر بنائیں اس کے علاوہ وہاں ٹی وی والوں اور اخبار والوں کو بھی جگہ دیں۔ فی الحال تو موجودہ حالات میں وہاں صرف بنگلوں والے ہی مکان بنا سکتے ہیں ایک مزدور اٹھارہ روپے فٹ زمین کیسے خرید سکتا ہے؟ پانچ سو یا آٹھ سو روپے مہینہ کمانے والا مزدور اٹھارہ روپے فٹ زمین کیسے لے سکتا ہے؟ لہذا میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ جناب اٹھارہ روپے فٹ زمین ظلم ہے۔ اس شرط کو ختم کیا جائے۔ عوام کی اور غریب لوگوں کی خواہش مزدور ہوتے ہیں کہ وہاں گھر بنائیں لیکن جب وہ کاغذات اور شرائط دیکھتے ہیں تو وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔ میں جناب پراچہ صاحب سے گزارش کروں گی کہ غریبوں سے پیسہ نہ لیا جائے۔

جناب والا! چونکہ اب تو سیٹ بن چکا ہے لیکن میری درخواست ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس میں خواتین کے لئے بھی قہوڑا سا حصہ رکھیں۔ ایک اور جہلا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہاں کے دور دراز علاقوں میں رہنے والی خواتین کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ہمیں ان کے مسائل معلوم کرنے کے لئے جانا ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ دور دراز علاقوں میں دوروں پر جانے کے لئے جیپ یا دیگر مہیا کی جلتے تاکہ ہم باآسانی خواتین کے مسائل سے آگاہ ہو سکیں اس طرح میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے مسائل حل ہو سکیں گے۔ ہم گذشتہ چوبیس سال سے یہاں خواتین کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ پہلے ہماری تجاویز پر غور نہیں ہوا۔ جناب والا! ابھی تو ہمیں فخر ہے کہ ہم عوامی نمائندگی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ہم چاہتی ہیں کہ ہم اپنی بہنوں کے مسائل سنیں ان کو جا کر دیکھیں۔ کیونکہ پہلے تو ہم کونسل کے اجلاس میں صرف میٹنگ اٹینڈ کر کے چلے جاتے تھے لیکن اب ہمیں پوری توقات ہیں۔

جناب اسپیکر! آخر میں کہنا چاہتی ہوں کہ برائے مہربانی خدا را آپ سے جتنا بھی

بھی ہو سکے۔ ہماری مدد کریں۔ اور ساتھ دیں۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر!

ہمارے بعض ممبران کی خواہش ہے کہ کل سے اسمبلی کا اجلاس ساڑھے نو بجے شروع کیا جائے۔ اس بارے میں ایوان کی کیا رائے ہے؟ (معزز اراکین نے اکثریت سے رضامندی کا اظہار کیا)

مسٹر اسپیکر:

چونکہ اب اسمبلی کے سامنے مزید کارروائی نہیں اس لئے اسمبلی کا اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(قبل از دوپہر گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔)